احکامِ پردہ

- قرآن میں پردہ کے احکام
(مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

- پردہ کے متعلق چالیس احادیث
(مولانا نور احمد صاحبؒ)

- عورت کی حکومت باعث زوال ہے
(مولانا عبد الحق اکوڑہ خٹکؒ)

- شادی اور غمی کی قبیح رسمیں
(شیخ الحدیث مولانا انور شاہ کشمیریؒ)

جمع و ترتیب: مشہود مفتی

بسم الله الرحمن الرحیم

کتاب	قرآن میں پردے کے احکام (مولانا امین احسن اصلاحیؒ)
	پردہ کے متعلق چالیس احادیث (مولانا نور احمد صاحبؒ)
	عورت کی حکومت باعث زوال ہے (مولانا عبد الحق اکوڑہ خٹکؒ)
	شادی اور غمی کی قبیح رسمیں (مولانا انور شاہ کشمیریؒ)
مرتّب	مشہود مفتی ابن نعیم بن مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ
کتابت	مفتی عبید الرحمٰن
تاریخ اشاعت	۲۰۲۲ء
تعداد	گیارہ سو

قرآن میں پردہ کے احکام

مولانا امین احسن اصلاحیؒ

پردہ کے متعلق چالیس احادیث

مولانا نور احمد صاحبؒ

عورت کی حکومت باعث زوال ہے

مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹکؒ

شادی اور غمی کی قبیح رسمیں

مولانا انور شاہ کشمیریؒ

جمع و ترتیب: مشہود مفتی

فہرست مضامین

قرآن میں پردہ کے احکام

مولانا امین احسن اصلاحیؒ

پردہ کے متعلق چالیس احادیث

مولانا نور احمد صاحبؒ

عورت کی حکومت باعث زوال ہے

مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹکؒ

شادی اور غمی کی قبیح رسمیں

مولانا انور شاہ کشمیریؒ

اولین عرض

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

زمانۂ حال میں بے حیائی اور بے پردگی اس درجے کو پہنچ چکی ہے کہ متوسط اور غریب گھرانوں کی خواتین میں بھی پردہ اور حجاب کا رجحان کم ہوتا جارہا ہے۔ معاشی طور پر مضبوط اور پڑھے لکھے گھرانوں میں تو پردہ تقریباً ختم ہوکررہ گیا ہے۔ عام طور پر ان خاندانوں کی خواتین میں سر پر دوپٹہ اوڑھنا اب اذان کے وقت یا رمضان و عیدین تک ہی بظاہر محدود ہوگیا ہے۔

بے پردہ خواتین سرِعام فیشن کی نمائش اور بے حیائی میں مبتلا ہیں۔ وہ مخلوط اجتماعات، بازاروں اور شادیوں کی رسومات میں بے پردہ شرکت کرتی ہیں۔ دین اسلام کے احکامات اور پردہ کے متعلق بیان کرنے والے کو سختی سے ”مولوی“ کہہ کر اور ان احکامات کو ”پرانے زمانے کی باتیں“ کہہ کر رد کر دیا جاتا ہے۔ بے پردگی اور بے حیائی کے علاوہ بیہودہ زبان اور گالم گلوچ تک کا بھی ان خواتین میں عمومی رواج پیدا ہوگیا ہے۔ میڈیا، اخبارات، ٹی وی اور سوشل میڈیا نے معاشرے کے بگاڑ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ فلم اور ڈراموں کے اداکاروں کی معلومات کو خبر بناکر پیش کیا جاتا ہے۔ فیس بک، ٹک ٹاک، انسٹاگرام اور یوٹیوب وغیرہ بے حیائی اور عریانی کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کررہے ہیں۔

اسی پر بس نہیں بلکہ چند مولوی حضرات تو مخلوط سیاسی اجتماعات میں نہ صرف شرکت کرتے ہیں بلکہ کرپٹ سیاست دانوں کی خواتین سے ملاقاتوں کے علاوہ ان کو اسٹیج پر ساتھ بٹھا کر سیاسی اجتماعات بھی کرتے ہیں۔ چند مبلغ حضرات ٹی وی کے پروگراموں میں خواتین کو انٹرویو دینے کے علاوہ کالج، یونیورسٹی کے طلبہ اور طالبات کو اکٹھا بٹھا کر دینی بیانات بھی فرماتے ہیں۔

اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ قرآن کریم میں پردے کے احکامات اور نبی کریم ﷺ کی پردے اور بے حیائی کے متعلق اہم احادیث اور علماء حق کی چند اہم تحریروں کو جمع کر کے ایک کتابچہ کی شکل میں عوام الناس کے لیے جمع کر دیا جائے۔ ہو سکتا ہے کہ ان ارشاداتِ خداوندی اور احادیث مبارکہ کی برکت سے کسی کو اپنی اصلاح کی توفیق ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق اور اخلاص عطا فرمائے۔

مشہود مفتی

ابن نعیم بن مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ

قرآن میں پردے کے احکام

از مولانا امین احسن اصلاحی

مولانا امین احسن اصلاحی نے ۱۹۴۸ء میں قرآن میں پردے کے احکام سے متعلق ایک مختصر اور جامع کتابچہ شائع کیا تھا۔ اسے درج ذیل سطور میں نقل کیا جاتا ہے۔اس کے دیباچہ میں مولانا امین احسن اصلاحی فرماتے ہیں:

قیامِ پاکستان کے فوراً بعد آزادی نسواں کے علم برداروں اور پردہ کے مخالفوں نے اخبارات میں پردہ کے خلاف بڑی گرما گرم بحث چھیڑ رکھی تھی۔ میں نے قرآن میں پردہ کی اہمیت کے سلسلے میں تحریر لکھی جس کی بنیاد تمام تر قرآن مجید پر ہے اور اپنی تحریر کے حوالے سے فرمایا کہ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ قرآن میں پردہ سے متعلق واضح احکام نہیں ہیں ان کو دکھائیے کہ پردے سے متعلق ہر پہلو پر قرآن میں ایسے فقہی احکام موجود ہیں کہ ایک ہٹ دھرم کے سوا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ قرآن نے نہایت واضح لفظوں میں بتایا ہے کہ عورت کا اصلی مقام کیا ہے۔ قرآن نے پوری تفصیل سے یہ بھی بتایا ہے کہ گھر کے اندر اگر غیر محرم اعزہ واقرباء یا صاحب خانہ کے قابل اعتماد دوست احباب آجائیں تو اس صورت میں آنے والے اور گھر کی عورتوں کو کن احکام و آداب کا اہتمام کرنا ضروری ہے۔ قرآن نے نہایت غیر مشتبہ الفاظ میں یہ تعلیم بھی دی ہے کہ

عورت کو اگر کسی ضرورت سے گھر سے باہر قدم نکالنا پڑے تو اس صورت میں اس کو اجنبی نگاہوں سے اپنے کو بچانے کے لیے کیا طریقہ اختیار کرنا واجب ہے۔ قرآن میں گھر کے اندر آمد و رفت رکھنے والے نوکروں اور خادموں سے متعلق بھی اوقات کی تفصیل اور ان کے بلوغ و عدم بلوغ کی تصریح کے ساتھ تمام ضروری ہدایات موجود ہیں۔ اتنی واضح تصریحات کے بعد بھی جن لوگوں کو قرآن میں پردے کے احکام نظر نہیں آتے ان کے اندھے پن کا علاج کسی کے بس میں نہیں ہے۔ ان کا معاملہ اللہ کے حوالے کیجیے۔ جن کو اللہ تعالیٰ روشنی نہیں دیتا ان کو کہیں سے بھی روشنی نہیں ملتی۔
﴿وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُورٍ﴾

مسئلے کی نوعیت

پردے کا مسئلہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے اس قدر اہم ہے کہ اس کو تمام معاشرتی مسائل کی بنیاد قرار دیا جا سکتا ہے۔ خانگی زندگی کی ساری مسرتیں اور خوش حالیاں اس پر مبنی قرار دی جا سکتی ہیں۔ صرف افراد کا بننا اور بگڑنا ہی نہیں، بلکہ حکومت کے ضعف و استحکام کا بھی بہت بڑی حد تک اس پر انحصار ہے۔ اس کے بارے میں اگر ہم نے کوئی غلط روش اختیار کر لی تو اس سے صرف ہماری معاشرتی زندگی ہی متاثر نہیں ہوگی، بلکہ اس کے لازمی نتیجے کے طور پر ہمارے تمام اخلاقی اقدار بھی متاثر ہوں گے۔ لیکن جو حضرات آج اخبارات میں اس پر خامہ فرسائی فرما رہے ہیں (یا فرما رہی ہیں) ان میں سے کسی کو بھی اس کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہے۔ کسی کالج یا سکول کے مباحثے میں جس مبلغ علم اور جس درجے کے احساسِ ذمہ داری کے ساتھ لڑکے لڑکیاں شریک ہو جایا کرتے ہیں، اس سے بھی کم تر درجے کے ساتھ یہ

لوگ اس مباحثے میں کود پڑے ہیں۔ قرآن و حدیث کے علم یا ان سے استدلال کی تو ان حضرات سے توقع ہی کیسے ہو سکتی ہے، خالص عقلی، معاشرتی اور اجتماعی پہلوؤں سے جو کچھ اس مسئلے پر کہا جا سکتا ہے، اس کا بھی کوئی اثر ان کی تحریروں اور تقریروں میں نہیں پایا جاتا۔ مردوں کی طرف سے عورتوں کو پردے کے خلاف اکسانے کے لیے جذباتی اپیلیں ہیں۔ اصل دین پر 'دین ملا' کے نام سے چوٹیں ہیں، پردے کے حامیوں پر رجعت پسندی اور ترقی دشمنی کے طعنے ہیں۔ اسی طرح عورتوں کی طرف سے پردے کی زندگی پر حقارت آمیز پھبتیاں ہیں۔ گھر کی بندشوں اور پابندیوں پر گالیاں اور کوسنے ہیں۔ ملا کے دین پر صلواتیں اور لعنتیں ہیں۔ اس طرح کی بے کار چیزیں آپ کو ان تحریروں میں بکثرت مل جائیں گی۔ ان موتیوں سے جہاں سے جی چاہے دامن بھر لیجیے لیکن اگر آپ یہ دیکھنا چاہیں کہ کسی بات پر سنجیدگی سے کوئی دلیل لائی گئی ہو تو آپ کوشش اور تلاش کے باوجود بھی، اس طرح کی کوئی چیز نہ پاسکیں گے۔ پھر لطف کی بات یہ ہے کہ جو لوگ اس بے پروائی کے ساتھ ہماری ساری معاشرتی زندگی کی بنیادیں اکھیڑ رہے ہیں وہ اس خبط میں مبتلا ہیں کہ ان کا یہ کارنامہ پاکستان کی تمدنی و معاشرتی تعمیر کے سلسلے کی ایک مبارک کڑی ہے۔

ذہنی بدحالی

اس بحث میں حصہ لینے والے جتنے بھی ذکور واناث ہیں خدا کے فضل سے، سب مسلمان ہیں اور ان میں سے ہر ایک کو اس بات کا دعویٰ ہے کہ پردے کے معاملے میں جو کچھ خدا اور رسول نے کہا ہے اس سے اس کو انکار نہیں ہے، انکار جس چیز سے ہے وہ 'دین ملا' ہے۔ لیکن حالت یہ ہے کہ ہر شخص قرآن کی اتنی بات کو تو لے

لیتا ہے جتنی اس کی خواہشوں کے مطابق ہے، اور جو بات اس کی خواہش کے خلاف نظر آتی ہے اس سے اس طرح کترا جاتا ہے گویا وہ بھی 'دین ملا' کے تحت داخل ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ پیچھے تو چلنا چاہتے ہیں اپنی خواہشوں کے لیکن ظاہر یہ کرنا چاہتے ہیں کہ قرآن کے پیچھے چل رہے ہیں۔ یہ ہماری قوم کی پائی بدحالی اور اخلاقی گراوٹ کی نہایت کھلی ہوئی دلیل ہے۔ اس کے اکثر افراد کا یہ حال ہے کہ یہ بیک وقت کئی کئی مسلکوں کے ساتھ محبت اور ایک ساتھ کئی کئی دینوں پر تھوڑا تھوڑا عمل کرنا چاہتے ہیں۔ اس انتشار ذہن اور اس منافقانہ سیرت کے ساتھ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ ان بھاری ذمہ داریوں کو کس طرح سنبھال سکیں گے جو ان پر آن پڑی ہیں۔

ان مضامین سے اہل علم کے تو کسی غلط فہمی میں پڑنے کا اندیشہ نہیں ہے، لیکن یہ اندیشہ ضرور ہے کہ ممکن ہے ان کے برے اثرات ہمارے ان بھائیوں اور بہنوں تک متعدّی ہوں جو اخلاص اور یکسوئی کے ساتھ اسلام پر عمل کرنا چاہتے ہیں لیکن اسلام سے ناواقف ہونے کی وجہ سے بسا اوقات دھوکے میں پڑ جایا کرتے ہیں۔ ہم ان کی رہنمائی کے لیے چاہتے ہیں کہ قرآن مجید میں پردے سے متعلق جو احکام دیے گئے ہیں، ان کو بیان کر دیں۔ اس سے ہمارے ان بھائیوں کو بھی فائدہ پہنچے گا جنہوں نے اس اخباری مباحثے کے دوران میں اسلام کا نقطۂ نظر پیش کرنے کی کوشش کی ہے لیکن تاویل و تفسیر کی بعض پرانی مشکلوں کی وجہ سے وہ صحیح نقطہ نظر پیش کرنے سے قاصر رہے ہیں۔

قرآن میں پردے کے احکام کی نوعیت

قرآن مجید میں پردے سے متعلق تین طرح کے احکام ہیں:

ا۔ ایک وہ احکام ہیں جو خاص کر نبی ﷺ کی بیویوں کو مخاطب کر کے یا ان سے متعلق عام مسلمانوں کو مخاطب کر کے دیے گئے ہیں لیکن مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ احکام نبی ﷺ کی بیویوں ہی کے لیے خاص نہیں ہیں، بلکہ ان کا حکم امت کی تمام ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کے لیے عام ہے۔ خطاب میں نبی ﷺ کی بیویوں کو خاص طور پر پیش نظر رکھنے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ شروع شروع میں معاشرتی اصلاح کا یہ مشکل قدم انحضور ﷺ کے گھروں ہی سے اٹھایا گیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ تمام امت کی خواتین کے لیے نمونہ ہونے کی وجہ سے نبی ﷺ کی ازواج اور آپ ﷺ کے اہل بیت پر ان ہدایات و احکام کی ذمہ داری زیادہ قوت اور شدت کے ساتھ عائد ہوتی تھی۔ یہ احکام سورہ احزاب کی آیات ۳۲-۳۳ اور ۵۳-۵۵ میں بیان ہوئے ہیں۔

۲۔ دوسرے وہ احکام میں جن میں پیغمبر ﷺ کے اہل بیت کے ساتھ دوسری عام خواتین بھی شامل ہیں، اور جن میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ کسی مسلمان عورت کو جب کسی ضرورت سے گھر سے باہر قدم نکالنے کی کوئی ضرورت پیش آجائے تو اس حالت میں اس کو کیا رویّہ اختیار کرنا چاہیے۔ یہ احکام سورہ احزاب کی آیت ۵۹ میں بیان ہوئے ہیں۔

۳۔ تیسرے وہ احکام ہیں جو عام مردوں اور عورتوں کو مخاطب کر کے گھروں کے اندر آنے جانے سے متعلق دیے گئے ہیں، اور جن میں تفصیل کے ساتھ یہ بتایا گیا

ہے کہ ایک مسلمان جب اپنے کسی بھائی کے گھر میں داخل ہو تو اس کو کن آداب و قواعد کی پابندی کرنی چاہیے اور گھر کی عورتوں پر ایسی حالت میں کیا پابندیاں عائد ہوتی ہیں۔ یہ احکام سورہ نور کی آیات ۲۷-۳۱، ۵۸- ۶۰ اور ۶۱ میں بیان ہوتے ہیں۔ اب ہم ان تینوں قسم کے احکام کی تفصیل بیان کریں گے۔

پہلی قسم کے احکام

اللہ پیغمبر ﷺ کی بیویوں کو خطاب کر کے پردے سے متعلق یہ ہدایات دی گئی ہیں:

﴿يَٰنِسَآءَ ٱلنَّبِيِّ لَسۡتُنَّ كَأَحَدٖ مِّنَ ٱلنِّسَآءِ إِنِ ٱتَّقَيۡتُنَّۚ فَلَا تَخۡضَعۡنَ بِٱلۡقَوۡلِ فَيَطۡمَعَ ٱلَّذِي فِي قَلۡبِهِۦ مَرَضٞ وَقُلۡنَ قَوۡلٗا مَّعۡرُوفٗا ۝٣٢ وَقَرۡنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ ٱلۡجَٰهِلِيَّةِ ٱلۡأُولَىٰۖ وَأَقِمۡنَ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتِينَ ٱلزَّكَوٰةَ وَأَطِعۡنَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓۚ إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُذۡهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجۡسَ أَهۡلَ ٱلۡبَيۡتِ وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيرٗا﴾ [الأحزاب: ۳۲-۳۳]

اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی مانند نہیں ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو۔ تو تم لہجہ میں نرمی نہ اختیار کرو کہ جس کے دل میں بیماری ہے وہ کسی طمع خام میں مبتلا ہو جائے اور بات معروف کے مطابق کہو۔ اور اپنے گھروں میں ٹک کے رہو اور سابقہ جاہلیت کے سے انداز اختیار نہ کرو اور نماز کا اہتمام رکھو اور زکوٰۃ دیتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اللہ تو اس یہ چاہتا ہے، اے اہل بیت نبی! کہ تم سے آلودگی کو

دور کرے اور تمہیں اچھی طرح پاک کرے۔

پھر مردوں کو بتایا ہے کہ اگر ان کو پیغمبر ﷺ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جانا پڑے تو ان کو کن آداب کا لحاظ رکھنا چاہیے:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَدْخُلُوا۟ بُيُوتَ ٱلنَّبِىِّ إِلَّآ أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَـٰظِرِينَ إِنَىٰهُ وَلَـٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَٱدْخُلُوا۟ فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَٱنتَشِرُوا۟ وَلَا مُسْتَـْٔنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِى ٱلنَّبِىَّ فَيَسْتَحْىِۦ مِنكُمْ ۖ وَٱللَّهُ لَا يَسْتَحْىِۦ مِنَ ٱلْحَقِّ ۚ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَـٰعًا فَسْـَٔلُوهُنَّ مِن وَرَآءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُوا۟ رَسُولَ ٱللَّهِ وَلَآ أَن تَنكِحُوٓا۟ أَزْوَٰجَهُۥ مِنۢ بَعْدِهِۦٓ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِندَ ٱللَّهِ عَظِيمًا ﴿٥٣﴾ إِن تُبْدُوا۟ شَيْـًٔا أَوْ تُخْفُوهُ فَإِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمًا ﴿٥٤﴾ لَّا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِىٓ ءَابَآئِهِنَّ وَلَآ أَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ إِخْوَٰنِهِنَّ وَلَآ أَبْنَآءِ إِخْوَٰنِهِنَّ وَلَآ أَبْنَآءِ أَخَوَٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَـٰنُهُنَّ ۗ وَٱتَّقِينَ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ شَهِيدًا﴾ [الأحزاب: ٥٣-٥٥]

اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ داخل ہو مگر یہ کہ تم کو کسی کھانے پر آنے کی اجازت دی جائے۔ نہ انتظار کرتے ہوئے کھانے کی تیاری کا۔ ہاں جب تم کو بلایا جائے تو داخل ہو، پھر جب کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ اور باتوں میں لگے ہوئے بیٹھے نہ رہو۔ یہ باتیں نبی کے لیے باعث اذیت تھیں لیکن وہ تمھارا لحاظ کرتے تھے اور اللہ حق کے اظہار میں کسی کا لحاظ نہیں کرتا۔ اور جب تم کو ازواجِ نبی سے کوئی چیز مانگنی ہو تو پردے کی اوٹ سے مانگو، یہ طریقہ تمھارے دلوں کے لیے بھی زیادہ پاکیزہ ہے اور ان کے

دلوں کے لیے بھی۔ اور تمھارے لیے جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم اس کی بیویوں سے بھی اس کے بعد نکاح کرو۔ یہ اللہ کے نزدیک بڑی سنگین باتیں ہیں۔ تم کسی چیز کو ظاہر کرو خواہ چھپاؤ اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔ ان پر ان کے باپوں کے معاملے میں کوئی گناہ نہیں ہے اور نہ ان کے بیٹوں کے بارے میں اور نہ ان کے بھتیجوں کے بارے میں، اور نہ ان کے بھانجوں کے بارے میں اور نہ اپنے میل کی عورتوں کے بارے میں اور نہ ان کی لونڈیوں کے باب میں ہی اور اللہ سے ڈرتی رہو۔ بے شک اللہ ہر چیز پر حاضر و ناظر ہے۔

مذکورہ بالا آیات میں پردے کے احکام

اوپر کی آیات سے پردے کے متعلق مندرجہ ذیل احکام نکلتے ہیں:

(ا) عورتوں کو عام حالات میں نامحرم مردوں سے گفتگو نہیں کرنی چاہیے۔ اگر کسی خاص ضرورت سے گفتگو کی نوبت آ ہی جائے تو زبان سے ہرگز کوئی ایسی لگاوٹ کی بات نہ نکالیں جو سننے والوں کے دل میں گدگدی پیدا کرے اور وہ کسی طمع خام میں مبتلا ہو جائیں۔

(ب) مسلمان عورت کی اصلی جگہ اس کا گھر ہے۔ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ۔ اس وجہ سے صرف کسی خاص ضرورت ہی سے اس کو گھر سے قدم باہر نکالنا گیا ہے۔ محض سیر سپاٹے، تفریح اور نمائش کے لیے بن سنور کے نکلنا جاہلیت ہے اور ایک مسلمان شریف زادی کے لیے جاہلیت کی روش اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔

(ج) کسی مسلمان کو اپنے کسی مسلمان بھائی کے گھر دعوت وغیرہ کے سلسلے میں جانا پڑے تو گھر میں اجازت کے بعد داخل ہو اور اس کو چاہیے کہ وقت کے وقت پہنچے

اور کھانا کھا کے فوراً واپس ہو جائے۔ یہ نہ کرے کہ گھنٹوں پہلے سے دھرنا دے کر بیٹھ جائے اور پھر کھانے سے فارغ ہونے کے بعد بھی سرکنے کا نام نہ لے، جس سے گھر کی بیٹیوں کی آزادی یا ان کی پردہ داری میں خلل پیدا ہو۔

(د) اگر گھر کی بیبیوں سے کوئی چیز مانگنی ہو تو پردے کی اوٹ سے مانگے، دندناتا ہوا ان کے سامنے نہ چلا جائے۔ صرف وہ اعزہ ان پابندیوں سے مستثنیٰ ہیں جو محرم ہوں، مثلاً باپ، بھائی، بھتیجے، بھانجے وغیرہ یا گھر کے غلام، نیز عورتوں میں سے صرف دینی بہنوں ہی کی آزادانہ آمد و رفت گھروں کے اندر اسلام نے پسند کی ہے۔ خبیثات اور منافقات کے اختلاط سے بسا اوقات بڑے بڑے فتنے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں جس کا تجربہ خود عہدِ رسالت میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے معاملے میں ہو چکا ہے۔

گھر سے باہر کا پردہ

اوپر کی آیات سے یہ بات صاف نکلتی ہے کہ عام حالات میں عورت کے لیے گھر سے باہر نکلنا اسلام نے پسند نہیں کیا ہے، صرف کسی خاص ضرورت ہی کے لیے اس کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے۔ اب دیکھیے کہ اس خاص حالت میں بھی اگر گھر سے باہر قدم نکالنے کی اجازت دی ہے تو اس کے ساتھ کیا قید لگائی ہے۔ ایسی صورت میں عورت کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ اپنے اوپر بڑی چادر لے لے اور اس کا گھونگھٹ چہرے پر لٹکا لے۔ چنانچہ فرمایا ہے:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزۡوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ يُدۡنِينَ عَلَيۡهِنَّ مِن جَلَـٰبِيبِهِنَّۚ ذَٰلِكَ أَدۡنَىٰٓ أَن يُعۡرَفۡنَ فَلَا يُؤۡذَيۡنَۗ﴾ [الأحزاب: ٥٩]

اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں کو ہدایت کر دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی بڑی چادروں کے گھونگھٹ لٹکا لیا کریں یہ اس بات کے قرین ہے کہ ان کا امتیاز ہو جائے، پس ان کو کوئی ایذا نہ پہنچائی جائے۔ [۱]

اس آیت میں 'جلباب' کا لفظ آیا ہے۔ جلباب اس بڑی چادر کو کہتے ہیں جو سارے جسم کو چھپا لے۔ عرب کے شریف خاندانوں کی خواتین عموماً جب باہر نکلتیں تو اس طرح کی چادر اوپر ڈال کر نکلتیں۔ پنجاب میں شریف خاندانوں کی بڑی بوڑھیوں میں اب تک اس طرح کی چادروں کا رواج ہے اور وہ اس کو نئی طرز کے برقعوں پر ترجیح دیتی ہیں۔ ہمارے نزدیک بھی فیشنی برقعوں کے مقابل میں یہ چادریں جسم کو زیادہ چھپانے والی اور بد نگاہی سے زیادہ بچانے والی ہیں۔ یہی جلباب ہے جس کی جگہ بعد میں تمدن کی ترقی سے برقعے نے لے لی ہے۔ اس وجہ سے برقعے کی نسبت یہ بحث تو ہو سکتی ہے کہ اس کی موجودہ ترقی یافتہ شکلوں میں اس سے وہ مقصد پورا ہوتا ہے یا نہیں جو اسلام نے ادنائے جلباب (اوپر بڑی چادر لینا اور اس کا گھونگھٹ چہرے پر لٹکا لینا) سے پیش نظر رکھا ہے لیکن یہ کہنا تو انتہائی جہالت کی بات ہے کہ برقع محض ملا کی ایجاد ہے، قرآن و اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

---

(۱) جس زمانے میں حکم نازل ہوا ہے، اس زمانے میں مدینے میں منافقوں کا زور تھا۔ مسلمان عورتیں جب ضرورت س کے لیے باہر نکلتیں تو وہ ان کو چھیڑتے اور جب ان سے باز پرس کی جاتی تو عذر کر دیتے کہ ہم نے سمجھا کہ کوئی لونڈی ہے۔ اس سے بعض میں لوگوں نے یہ نتیجہ نکالنے کی کوشش کی ہے کہ یہ حکم ہنگامی حالات کے لیے تھا جس کو بعد میں سورہ نور کی آیات نے منسوخ کر دیا۔ آگے چل کر ہم نے سورہ نور کی آیات کا جو صحیح محل بتایا ہے، اس سے اس غلط خیال کی خود بخود تردید ہو جائے گی۔

گھروں کے اندر کا پردہ

اب آیئے سورہ نور کی آیتوں پر غور فرمائیے جو گھر کے اندر پردے سے متعلق ہیں۔ لیکن ان پر غور کرنے سے پہلے چند باتیں بطور تمہید پیش نظر رکھنی ضروری ہیں:

ایک یہ کہ ان آیات کا تعلق رشتہ داروں عزیزوں، گھر کے کام کاج کرنے والے غلاموں، ملازموں اور اعتماد کے دوستوں سے ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک طرف معاشرتی زندگی کو پر لطف، خوش حال اور آسان رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ تعلق رکھنے والوں کو گھروں میں آنے جانے اور اجتماعی وانفرادی طور پر کھانے پینے کی اجازت دی جائے اور دوسری طرف صحیح اخلاقی نقطہ نگاہ یہ مطالبہ کرتا ہے کہ ان پر کچھ ایسی پابندیاں بھی عائد کی جائیں کہ گھروں کی زندگی میں بدنگاہی اور بدچلنی راہ نہ پائے۔ اسلام کو، جو دین فطرت ہے، یہ دونوں مطالبات پورے اعتدال و توازن کے ساتھ ملحوظ رکھنے ہیں۔

دوسری بات یہ یاد رکھیے کہ عرب میں مشترک خاندانی نظام (Joint Family System) کا رواج نہیں تھا۔ جو بالغ جب شادی کر لیتا اپنا گھر الگ بسانے کی کوشش کرتا۔ باپ کا گھر الگ، چچا کا گھر الگ، بھائی کا گھر الگ، بہن کا گھر الگ اور خود اس کا اپنا گھر الگ۔ اس طرح ایک ہی خاندان کے بہت سے الگ الگ گھر بن جاتے، جو علیحدہ علیحدہ بھی ہوتے اور باہم دگر فطری اور معاشرتی علائق میں مربوط بھی۔

تیسری بات یہ ہے کہ سادہ بدوی زندگی کی وجہ سے اس زمانے میں عموماً نہ تو زنانہ مکانوں کے ساتھ مردانہ بیٹھکوں کا رواج تھا اور نہ دروازوں پر پردے ہی ہوتے تھے۔ عرب کی معاشرتی اور تمدنی زندگی سے متعلق ان باتوں کو پیش نظر رکھ کر سورہ نور

کی ان آیتوں کو پڑھیے۔ فرمایا:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَدْخُلُوا۟ بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا۟ وَتُسَلِّمُوا۟ عَلَىٰٓ أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا۟ فِيهَآ أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ ۖ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ٱرْجِعُوا۟ فَٱرْجِعُوا۟ ۖ هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ ۚ وَٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٢٨﴾ لَّيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَدْخُلُوا۟ بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَـٰعٌ لَّكُمْ ۚ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ﴿٢٩﴾ قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا۟ مِنْ أَبْصَـٰرِهِمْ وَيَحْفَظُوا۟ فُرُوجَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ خَبِيرٌۢ بِمَا يَصْنَعُونَ ﴿٣٠﴾ وَقُل لِّلْمُؤْمِنَـٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَـٰرِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ ءَابَآئِهِنَّ أَوْ ءَابَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَآئِهِنَّ أَوْ أَبْنَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَٰنِهِنَّ أَوْ بَنِىٓ إِخْوَٰنِهِنَّ أَوْ بَنِىٓ أَخَوَٰتِهِنَّ أَوْ نِسَآئِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَـٰنُهُنَّ أَوِ ٱلتَّـٰبِعِينَ غَيْرِ أُو۟لِى ٱلْإِرْبَةِ مِنَ ٱلرِّجَالِ أَوِ ٱلطِّفْلِ ٱلَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا۟ عَلَىٰ عَوْرَٰتِ ٱلنِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ ۚ وَتُوبُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ ٱلْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣١﴾﴾ [النور: ٢٧-٣١]

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک تعارف پیدا نہ کر لو اور گھر والوں کو سلام نہ کر لو۔ یہی طریقہ تمھارے لیے موجب خیر و برکت ہے تاکہ تمھیں یاددہانی حاصل ہے۔ پس اگر تم ان گھروں میں کسی کو نہ پاؤ تو ان میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک تمھیں اجازت نہ

ملے۔ اور اگر تم سے کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو واپس ہو جاؤ۔ یہی طریقہ تمھارے لیے پاکیزہ ہے اور اللہ، جو کچھ تم کرتے ہو، اس سے اچھی طرح باخبر ہے۔ اور ان غیر رہائشی مکانوں میں داخل ہونے میں تمھارے لیے کوئی حرج نہیں جن میں تمھارے لیے کوئی منفعت ہے اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔

مومنوں کو ہدایت کرو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی پردہ پوشی کریں۔ یہ طریقہ ان کے لیے پاکیزہ ہے۔ بے شک اللہ باخبر ہے ان چیزوں سے جو وہ کرتے ہیں اور مومنہ عورتوں کو کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنے اندیشہ کی جگہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کی چیزوں کا اظہار نہ کریں، مگر جو ناگزیر طور پر ظاہر ہو جائے اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیوں کے بکل مار لیا کریں اور اپنی زینت کا اظہار نہ ہونے دیں مگر اپنے شوہروں کے سامنے یا اپنے باپوں کے سامنے یا اپنے شوہروں کے باپوں کے سامنے یا اپنے بیٹوں کے سامنے یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے سامنے یا اپنے بھائیوں کے سامنے یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں کے سامنے یا اپنی بہنوں کے بیٹوں کے سامنے یا اپنے تعلق کی عورتوں کے سامنے یا اپنے مملوکوں کے سامنے یا ایسے زیر کفالت مردوں کے سامنے جو عورت کی ضرورت کی عمر سے نکل چکے ہوں یا ایسے بچوں کے سامنے جو ابھی عورتوں کی پس پردہ چیزوں سے آشنا نہ ہوں۔ اور عورتیں اپنے پاؤں زمین پر مار کے نہ چلیں کہ ان کی مخفی زینت ظاہر ہو۔ اور اے ایمان والو! سب مل کر اللہ کی طرف رجوع کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

گھر کے اندر پردے سے متعلق اصولی قوانین

مذکورہ بالا آیات میں گھروں کے اندر داخل ہونے سے متعلق مندرجہ ذیل

ہدایت دی گئی ہیں:

ا۔ کوئی مسلمان کسی کے زمانہ مکان کے اندر داخل نہیں ہو سکتا مگر دو شرطوں کے ساتھ: ایک یہ کہ گھر والوں کے لیے وہ اجنبی نہ ہو، بلکہ ان کے ساتھ اس کا انس اور ربط و ضبط ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ داخل ہونے سے پہلے سلام کر کے داخل ہونے کی اجازت حاصل کرے۔

انس کی صورتیں کئی ایک ہو سکتی ہیں، مثلاً یہ کہ گھر والوں کے ساتھ قرابت اور رشتہ داری کا تعلق رکھتا ہو، یا صاحب خانہ کا قابل اعتماد دوست ہو، یا گھر والوں کے ساتھ خدمت اور غلامی کا تعلق رکھتا ہو۔

سلام اجازت حاصل کرنے کا ایک مہذب اور بابرکت طریقہ ہے اور اس کی صورت نبی ﷺ نے یہ بتاتی ہے کہ دروازے پر تین مرتبہ سلام کرے، اگر کوئی جواب اور اجازت نہ ملے تو وہ واپس لوٹ جائے۔

۲۔ اگر گھر پر صاحب خانہ موجود نہ ہو تو جب تک اجازت نہ ملے داخل نہ ہو اور اگر لوٹ جانے کو کہا جائے تو بلا تکلف لوٹ جائے، اس میں توہین محسوس نہ کرے۔

۳۔ جو مکانات زمانہ نہ ہوں مذکورہ بالا اجازت کی شرط سے مستثنیٰ ہیں مثلاً مردانہ بیٹھکوں میں ہر شخص آجا سکتا ہے۔ اس کے لیے اجازت کی قید میں ہے۔

۴۔ داخل ہونے والے مرد کو چاہیے کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھے اور شرم کی جگہوں کے معاملے میں پوری احتیاط برتے۔

۵۔ اس حالت میں گھر کی بیبیاں مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کریں:

(ا) اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔

(ب) اپنی شرم واحتیاط کی جگہوں کو پوری طرح محفوظ کرلیں۔

(ج) اس طرح سمٹ سمٹا کر رہیں اور کپڑوں کو اس طرح سنبھالیں کہ ان کی زینت کسی چیز میں ظاہر نہ ہوں۔ صرف وہ زینت اس سے مستثنیٰ ہے جس کا ظاہر ہونا ناگزیر ہو۔ مثلاً لباس کا ظاہری حصہ۔

(د) اپنی اوڑھنیوں کے بکل مار لیں تاکہ سینہ چھپ جائے۔

(ہ) چلتے پھرتے زمین پر پاؤں مار کر نہ چلیں کہ پازیب کی جھنکار سنائی دے۔

تمام محرم اور نامحرم عزیزوں اور متعلقین کے لیے گھروں کے اندر آنے جانے میں مذکورہ بالا قوانین کی پابندی لازمی ہے۔ البتہ عورت کے لیے زینت کی چیزوں کے اظہار کی جو ممانعت ہے، اس سے شوہر اور محرم اعزہ یعنی باپ، بھائی، بھتیجے، بھانجے وغیرہ مستثنیٰ ہیں۔ اسی طرح ملازم کے ساتھ غیر اولی الاربۃ (عورت کی ضرورت سے مستغنی) کی قید لگا کر یہ واضح کر دیا کہ جوان ملائم کے سامنے اظہار زینت جائز نہیں۔ اور ملازم اور غلام دونوں کا ذکر چونکہ آیت میں الگ الگ موجود ہے، اس وجہ سے ملازم کو غلام پر قیاس کرنا بالکل غلط ہوگا۔ ایک عام خادم اور غلام میں معاشرتی اور نفسیاتی اعتبارات سے آسمان وزمین کا فرق ہے۔ نابالغ بچوں کو بھی اس سے مستثنیٰ کر دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں دینی بہنوں کو مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ قطامہ عورتوں کے سامنے شریف زادیوں کو اظہار زینت سے بچنا چاہیے، مبادا وہ کسی فتنے میں مبتلا کر دیں۔

بعض ضروری تشریحات

گھروں کے اندر پردے کے متعلق یہ اصولی قوانین ہیں۔ اس کے بعد لوگوں

کے سوال پر اس سے متعلق بعض مزید تشریحات اور ہدایات نازل ہوئیں، جو یہ ہیں:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لِيَسْتَـْٔذِنكُمُ ٱلَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَـٰنُكُمْ وَٱلَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُواْ ٱلْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَـٰثَ مَرَّٰتٍ ۚ مِّن قَبْلِ صَلَوٰةِ ٱلْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ ٱلظَّهِيرَةِ وَمِنۢ بَعْدِ صَلَوٰةِ ٱلْعِشَآءِ ۚ ثَلَـٰثُ عَوْرَٰتٍ لَّكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ۚ طَوَّٰفُونَ عَلَيْكُم بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمُ ٱلْـَٔايَـٰتِ ۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٨﴾ وَإِذَا بَلَغَ ٱلْأَطْفَـٰلُ مِنكُمُ ٱلْحُلُمَ فَلْيَسْتَـْٔذِنُواْ كَمَا ٱسْتَـْٔذَنَ ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمْ ءَايَـٰتِهِۦ ۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٩﴾ وَٱلْقَوَٰعِدُ مِنَ ٱلنِّسَآءِ ٱلَّـٰتِى لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَن يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَـٰتٍۭ بِزِينَةٍ ۖ وَأَن يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۗ وَٱللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ [النور: ٥٨-٦٠] ﴾ [النور: ٥٨]

اے ایمان والو تمھارے غلام اور لونڈیاں بھی اور تمھارے اندر کے وہ بھی جو ابھی بلوغ کو نہیں پہنچے ہیں، تین وقتوں میں اجازت لیا کریں: ایک نماز فجر سے پہلے، دوسرے دوپہر کو جب تم اپنے کپڑے اتارتے ہو، اور نماز عشاء کے بعد۔ یہ تین اوقات تمھاری بے پردگی کے ہیں۔ ان اوقات کے علاوہ تمھارے اور ان کے اوپر بدون اجازت آنے جانے میں کوئی قباحت نہیں۔ تم ایک دوسرے کے پاس آمد و شد رکھنے والے ہو۔ اس طرح اللہ تمھارے لیے اپنی آیات کی وضاحت کرتا ہے اور اللہ علیم و حکیم ہے۔ اور جب تم میں سے وہ جو بچے ہیں، بلوغ کو پہنچ جائیں تو چاہیے کہ وہ بھی اسی طرح اجازت لیں جس طرح ان کے پہلوں نے اجازت لی۔ اس طرح اللہ تمھارے لیے اپنی آیات کی وضاحت کرتا ہے اور اللہ علیم و حکیم ہے۔ اور عورتوں میں

سے بڑی بوڑھیاں، جو اب نکاح کی امید نہیں رکھتی ہیں، اگر اپنے دوپٹے اتاریں تو اس میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں اور یہ بات کہ وہ بھی احتیاط کریں ان کے لیے بہتر ہے اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

بعض رخصتیں اور ان کے حدود

مذکورہ بالا آیات میں تین ہدایتیں بیان ہوئیں:

ا۔ غلاموں اور نابالغ بچوں کو گھر کے اندر آنے جانے کے لیے ہر وقت اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف نماز فجر سے پہلے، دوپہر کے وقت اور عشاء کے بعد اجازت لینی ضروری ہے۔ ان اوقات میں بلا اجازت آنے میں اندیشہ ہے کہ وہ گھر والوں کو کسی ایسی حالت میں دیکھ لیں جس حالت میں دیکھنا نامناسب ہو۔ یہ ضرورت کے لحاظ سے اوپر والے حکام میں گویا تخفیف کی گئی ہے۔

۲۔ نابالغ بچوں کے لیے یہ رخصت صرف اس وقت تک ہے جب تک وہ نابالغ ہیں، بلوغ کے بعد ان کو بھی اجازت کے اسی عام قاعدے پر عمل کرنا پڑے گا جو سب کے لیے بیان ہوا ہے۔

۳۔ بوڑھی عورتوں کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ پردے کے تمام ضوابط کی پابندی کریں لیکن اگر اظہار بہت مقصود نہ ہو تو وہ گھروں کے اندر بھی اور باہر بھی پردے کے اس خاص اہتمام سے آزاد رہ سکتی ہیں جو اوپر بیان ہوا ہے، مثال بکل مارنے اور گھونگھٹ لٹکانے کی ان کو ضرورت نہیں ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

اس کے بعد ایک اور شبہ کی طرف توجہ فرمائی جو اوپر کے احکام کی وجہ سے اس وقت بہت سے ذہنوں میں پیدا ہو چلا تھا۔ وہ یہ کہ جب لوگوں نے دیکھا کہ اسلام نے گھروں کے اندر آنے جانے پر بہت سی پابندیاں عائد کر دی ہیں، یہاں تک کہ قریبی اعزہ بھی ان قیود سے نہیں بچ سکتے ہیں۔ تو ایک طرف لوگوں نے یہ محسوس کرنا شروع کر دیا کہ شاید اسلام سوشل زندگی کی آزادیوں اور دلچسپیوں کو ختم کرنا چاہتا ہے اور اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اعزہ واحباب ایک دوسرے سے بے تکلفانہ ملیں جلیں اور ایک دوسرے کے یہاں کھائیں پئیں۔ دوسری طرف بعض لوگوں نے یہ خیال کیا کہ بہتوں کے مریض اور معذور امور جوان پابندیوں سے پہلے اپنے رشتہ داروں کے گھروں میں پڑے رہتے تھے، ان پابندیوں کے بعد وہ ایک نہایت راحت بخش آزادی سے محروم ہو گئے۔

قرآن مجید نے ان دونوں شبہوں کو صاف کر دیا کہ ان پابندیوں کو عائد کرنے سے مقصود نہ سوشل زندگی کی دلچسپیوں کو ختم کرتا ہے اور نہ معذوروں اور عاجزوں کو کسی زحمت میں ڈالنا ہے۔ نہایت شوق کے ساتھ اپنے اقرباء اور اپنے دوستوں کے گھروں میں آؤ جاؤ اور ایک دوسرے کے یہاں جماعتی اور انفرادی شکل میں جس طرح چاہو کھاؤ پیو۔ البتہ اجازت حاصل کرنے کے لیے سلام ضرور کر لیا کرو۔ اگر یہ چیز کوئی پابندی ہے تو یہ ایسی پابندی ہے جو تمھارے لیے بھی اور گھر والوں کے لیے بھی بہت ہی برکتوں کا باعث ہے۔ چنانچہ فرمایا:

﴿لَّيْسَ عَلَى ٱلْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى ٱلْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى

ٱلۡمَرِيضِ حَرَجٌ وَلَا عَلَىٰٓ أَنفُسِكُمۡ أَن تَأۡكُلُواْ مِنۢ بُيُوتِكُمۡ أَوۡ بُيُوتِ ءَابَآئِكُمۡ أَوۡ بُيُوتِ أُمَّهَٰتِكُمۡ أَوۡ بُيُوتِ إِخۡوَٰنِكُمۡ أَوۡ بُيُوتِ أَخَوَٰتِكُمۡ أَوۡ بُيُوتِ أَعۡمَٰمِكُمۡ أَوۡ بُيُوتِ عَمَّٰتِكُمۡ أَوۡ بُيُوتِ أَخۡوَٰلِكُمۡ أَوۡ بُيُوتِ خَٰلَٰتِكُمۡ أَوۡ مَا مَلَكۡتُم مَّفَاتِحَهُۥٓ أَوۡ صَدِيقِكُمۡۚ لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ أَن تَأۡكُلُواْ جَمِيعًا أَوۡ أَشۡتَاتًاۚ فَإِذَا دَخَلۡتُم بُيُوتًا فَسَلِّمُواْ عَلَىٰٓ أَنفُسِكُمۡ تَحِيَّةً مِّنۡ عِندِ ٱللَّهِ مُبَٰرَكَةً طَيِّبَةًۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمُ ٱلۡأٓيَٰتِ لَعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُونَ ۝٦١ [النور: ٦١]

نہ نابینا پر کوئی تنگی ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی تنگی ہے اور نہ مریض پر کوئی تنگی ہے اور نہ خود تمھارے اوپر کوئی تنگی ہے اس بات میں کہ تم اپنے گھروں سے یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا اپنے زیر تولیت کے گھروں سے یا اپنے دوستوں کے گھروں سے کھاؤ پیو، خواہ اکٹھے ہو کر یا الگ الگ۔ بس یہ بات ہے کہ جب گھروں میں داخل ہو تو اپنے لوگوں کو سلام کرو جو اللہ کی طرف سے ایک بابرکت اور پاکیزہ دعا ہے۔ اس طرح اللہ تمھارے لیے اپنی آیات کی وضاحت کرتا ہے تاکہ تم سمجھو۔

اوپر کے مباحث کا خلاصہ

اوپر کے مباحث سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ قرآن شریف میں دو طرح کے پردے کے احکام بیان ہوئے ہیں: ایک اس صورت کے لیے جب عورت

کو گھر سے باہر نکلنا پڑے اور اجنبیوں سے سابقہ پڑنے کا اندیشہ ہو۔ دوسرے اس صورت کے لیے جب گھر کے اندر خود اس کے یا اس کے شوہر کے اعزہ و اقرباء اور متعلقین و ملازمین اور اس طرح کے لوگ آئیں۔ پہلی صورت سے متعلق حکم سورہ احزاب میں دیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ عورت اپنے اوپر بڑی چادر لے کر نکلے اور اس کا گھونگھٹ چہرے پر لٹکائے۔ دوسری صورت سے متعلق احکام سورہ نور میں دیے گئے ہیں اور اس سلسلے کے اصولی مسائل یہ ہیں:

۱۔ کوئی اجنبی شخص بغیر کسی تعلق کے زنانہ مکان کے اندر داخل نہ ہو۔

۲۔ اہل تعلق میں سے جو داخل ہو وہ اجازت لے کر داخل ہو۔

۳۔ داخل ہونے والا اپنی نگاہ نیچی رکھے اور اپنی شرم کی جگہوں کے معاملے میں پوری احتیاط برتے۔

۴۔ گھر کی عورتیں اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، سمٹ سمٹا کر رہیں، زینت کی چیزوں میں سے اگر کسی چیز کا اظہار ہو تو مجبوراً ہو۔ بکل مار لیا کریں۔ زمین پر پاؤں مار کر نہ چلیں۔

۵۔ زینت کی چیزوں کا اختیار صرف شوہر اور محرم عزیزوں کے سامنے جائز ہے۔ نیز غلام اور بوڑھے ملازم اور نابالغ کے سامنے بھی ان کے اظہار میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۶۔ غلاموں اور نابالغ بچوں کے لیے ہر وقت اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔ صرف ان اوقات میں اجازت لینا ضروری ہے جو اوقات خاص پردے کے ہیں اور جن میں ان کا اچانک آجانا ان کے لیے بھی اور گھر والوں کے لیے بھی احتیاط اور حیا

کے منافی ہے۔

۷۔ بوڑھی عورتوں کے لیے رخصت ہے۔ وہ بغیر برقع کے باہر نکل سکتی ہیں، بشرطیکہ اظہارِ زینت مقصود نہ ہو اگرچہ بہتر یہی ہے کہ وہ بھی پردے کے احکام کی پابندی کریں۔

اصولی احکام کے تحت بعض رخصتیں

پردے سے متعلق یہ اصولی اور بنیادی قوانین ہیں، جو خود قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں اور جن کے بارے میں کسی شبہہ یا اختلاف کی گنجائش نہیں ہے۔ اگر ان میں کسی پہلو سے اختلاف ہو سکتا تھا (اور ہوا ہے) تو وہ صرف یہ پہلو ہے کہ عام طور پر لوگ سورہ نور اور سورہ احزاب کے احکام کے الگ الگ موقع و محل سے واقف نہیں ہیں۔ اس وجہ سے اس مسئلے پر جو کچھ اب تک لوگوں نے لکھا ہے، اس میں ایک سخت قسم کا تناقض پایا جاتا ہے اور اس تناقض کی وجہ سے ان کے نتائج بحث جس قدر پردے کے حامیوں کے لیے مفید ہیں، اسی قدر بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہی پردے کے مخالفوں کے مفید مطلب ہیں۔ اس مضمون میں اس تناقض کو پوری طرح رفع کر دیا گیا ہے اور پردے سے متعلق تمام آیات کے صحیح صحیح محل کو معین کر دیا گیا ہے جس کے بعد کسی منصف اور خدا ترس آدمی کے لیے اس معاملے میں راہِ حق سے انحراف کی کوئی وجہ باقی نہیں رہ گئی ہے۔ اس وضاحت کے بعد بھی اگر کوئی شخص اس مسئلے میں کج روی اختیار کرے تو وہ شخص یا سخت ہٹ دھرم ہے یا سخت کج فہم، اور ایسے شخص سے کبھی یہ توقع نہیں رکھنی چاہیے کہ وہ کسی حق کو اپنی خواہش کے خلاف قبول کرے گا۔ خواہ وہ حق کتنا ہی واضح کیوں نہ ہو۔

ان احکام پر غور کرنے سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پردے کے بارے میں، خواہ گھروں کے اندر کا پردہ ہو یا گھروں سے باہر کا ہمیں نہایت واضح اور قطعی ہدایات دی ہیں۔ ان واضح اور قطعی احکام کے بعد اس باب میں اگر کوئی چیز سکھانے اور بتانے کی باقی رہ گئی تھی تو وہ صرف بعض جزوی اور ضمنی مسائل تھے جو یا تو اہل علم کے اجتہاد پر چھوڑے گئے ہیں یا پیغمبر ﷺ کے قول و عمل سے ان کی تشریح ہوگئی ہے۔ چنانچہ ان کلیات کے تحت خاص خاص حالات کے لیے جو رخصتیں ملی ہوئی ہیں ان کو آنحضور ﷺ نے بیان فرما دیا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو شریعت نے اجازت دی ہے کہ وہ اس کو ایک نظر دیکھ سکتا ہے۔ اگر پولیس یا جج کو کسی عورت کی شناخت مطلوب ہو تو ان کو بھی اجازت ہے کہ وہ اس کو دیکھ سکتے ہیں۔ اسی طرح کسی بھی ضرورت کے تحت ایک طبیب یا ڈاکٹر کو بھی یہ اجازت حاصل ہے کہ وہ کسی اجنبی عورت کو دیکھ یا چھو سکتا ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس ناگہانی حالات کے لیے یہ قوانین بڑی حد تک نرم کر دیے گئے ہیں۔ مثلاً کسی مکان میں اگر آگ لگ جائے یا کوئی عورت پانی میں ڈوب رہی ہو تو اس حالت میں مقدم یہ ہے کہ عورت کی جان بچانے کی کوشش کی جائے، اگرچہ اس کوشش میں پردے کے شرعی احکام کا لحاظ قائم نہ رکھا جا سکے۔ اس طرح سفر (خصوصاً سفر حج اور جنگ کی حالت میں بھی ضرورت و مصلحت کے لحاظ سے بعض مستثنیات اور رخصتیں ہیں، جن کی احادیث میں تصریح آگئی ہے، نیز اس سلسلے کے بعض دوسرے ضمنی اور جزوی مسائل بھی ہیں، جو ائمہ مجتہدین نے کھول دیے ہیں اور وہ فقہ کی کتابوں میں موجود ہیں۔ یہ تمام جزوی اور ضمنی مسائل اپنے باب کے اصولی اور بنیادی احکام پر مبنی

ہیں۔ اس وجہ سے یہ تو ہو سکتا ہے کہ ان جزوی مسائل سے اسی طرح کے حالات کے لیے کچھ اور احکام استنباط کر لیے جائیں لیکن یہ بات بالکل غلط ہو گی کہ ان رخصتوں اور مستثنیات کو اصل قرار دے کر پردے سے متعلق تمام بنیادی اصولوں کو ڈھا دینے کی کوشش کی جائے۔ اس طرح کی جسارت دین کے معاملے میں صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جو شریعت سے بالکل جاہل ہیں۔ روایات اور احادیث میں اگر ایسے واقعات ہیں کہ دوران جنگ میں نبی کریم ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی بیویوں نے پردے کے قوانین کا لحاظ نہیں رکھا تو یہ اس بات کا ثبوت تو بلا شبہ ہے کہ عام حالات کے لیے اسلام نے پردے کے جو احکام دیے ہیں، خاص طرح کے حالات میں پیش آجانے سے ان میں بہت بڑی حد تک ڈھیل کر دی جاتی ہے لیکن یہ اس بات کا ثبوت ہرگز نہیں ہے کہ اسلام نے سرے سے کوئی حکم ہی نہیں دیا ہے اور عورتوں کو اذنِ عام ہے کہ وہ کھلے بندوں جہاں چاہیں پھریں۔ اگر یہ طرز استدلال صحیح مان لیا جائے تو ایک شخص یہ بھی دعویٰ کر سکتا ہے کہ اسلام میں سرے سے وضو کا کوئی حکم ہی نہیں دیا گیا ہے، کیونکہ بہت سی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے محض تیمم کر کے نمازیں پڑھی ہیں۔

علیٰ ہٰذا القیاس ایک شخص یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ قیام نماز کا کوئی ضروری رکن نہیں ہے، کیونکہ صحابہ اور صحابیات میں سے بہتوں نے بیٹھ کے نمازیں ادا کی ہیں۔ اگر یہ طرز استدلال غلط ہے اور ظاہر ہے کہ غلط ہے تو یقیناً ان لوگوں کا استدلال بھی صحیح نہیں ہو سکتا جو بعض مستثنیات کی بنا پر جن کا تعلق مخصوص حالات سے ہے، یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام میں سرے سے پردے کا کوئی حکم ہی نہیں ہے اور ملاؤں نے یہ

چیز اپنی طرف سے گھڑ کے، بعد میں مسلمانوں کی زندگی کے اندر شامل کردی ہے۔

مروجہ پردہ اور قرآنی پردہ

اوپر کی تفصیلات سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہوچکی ہے کہ قرآن میں پردے کے متعلق نہایت واضح اور تفصیلی احکام ہیں۔ نیز یہ حقیقت بھی واضح ہوچکی ہے کہ سورہ نور میں مردوں اور عورتوں کو نگاہیں نیچی رکھنے کا جو حکم دیا ہے اس کا تعلق دراصل گھر کے اندر کے پردے سے ہے جہاں اپنے عزیزوں اور تعلق کے لوگوں سے سابقہ پڑتا ہے۔ باہر کے پردے کے بارے میں وہی ادنائے جلباب (اوپر بڑی چادر لینا اور اس کا گھونگھٹ چہرے پر لٹکا لینا) کا حکم ہے جو سورۃ الاحزاب میں دیا گیا ہے نیز حیرت کے اظہار کی ممانعت اور ناگزیر طور پر ظاہر ہوجانے والی زینت کے استثناء کا تعلق بھی گھر کے اندر کے پردے سے ہے۔ ان کو باہر نکلنے کی صورت سے جو لوگ متعلق کرتے ہیں انہوں نے قرآن شریف پر غور نہیں کیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ ایک سخت قسم کے تضاد اور تناقض میں مبتلا ہیں۔

اوپر کے مباحث سے یہ حقیقت بھی واضح ہوگئی ہے کہ جس طرح موجودہ بے پردگی قرآن کے خلاف ہے اسی طرح پردہ بھی بڑی حد تک قرآن کے بالکل خلاف ہے۔ بالخصوص گھروں کے اندر کے پردے سے متعلق قرآن حکیم نے جو احکام دیے ہیں وہ تو یک قلم بدل ڈالے گئے ہیں۔ ان کی جگہ یا تو ایک بالکل غلط قسم کی آزادی اور بے قیدی نے لے رکھی ہے یا ایک بالکل ناروا قسم کی پابندی نے۔ یا تو یہ حالت ہے کہ قریب کے رشتہ داروں اور عزیزوں سے بھی لوگ اس طرح کے پردے کو ضروری سمجھتے ہیں جس قسم کا پردہ اجنبی اور بیگانوں سے ضروری قرار دیا گیا

ہے۔ یا یہ حالت ہے کہ جن لوگوں کے ساتھ قرابت ورشتہ داری کی کوئی ادنیٰ وابستگی بھی ہو جاتی ہے ان کے لیے سرے سے کسی قسم کے پردے کی ضرورت ہی نہیں خیال کی جاتی۔ اس افراط وتفریط کا نتیجہ یہ ہے کہ اس سے بہت سے خاندانوں کی اجتماعی زندگی متاثر ہو جاتی ہے اور ان کے درمیان وہ انس اور وہ ربط وضبط باقی نہیں رہ جاتا ہے جس کو اسلام نے باقی رکھنا چاہا ہے اور جس کی بربادی اسلامی معاشرے کی بربادی کے ہم معنیٰ ہے۔ اس افراط وتفریط سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ قرآن حکیم نے جس حد تک ڈھیل دی ہے اس سے بھی پورا پورا فائدہ اٹھایا جائے اور جو پابندیاں عائد کی ہیں ان کا بھی پورا پورا لحاظ رکھا جائے۔ اسی طریقے پر عمل کرنے سے وہ اجتماعی زندگی وجود میں آئے گی جس میں عفت و آزادی دونوں چیزیں پورے اعتدال و توازن کے ساتھ موجود ہوں گی اور جس کے اندر ہی اس صحیح اسلامی اخلاق کی تربیت ممکن ہو سکے گی جو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے پسند فرمایا ہے۔

پردہ کے متعلق نبی کریم ﷺ کی چالیس احادیث

مولانا نور احمد صاحب ناظم دارالعلوم نے پردہ شرعی کی چہل حدیث (چالیس احادیث) مع متعلقہ آیات قرآنی اس موضوع پر جمع کر کے شائع کرائی تھی مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دارالعلوم کراچی اور مولانا سید سلیمان ندوی کی تحریریں اس میں شامل تھیں، موضوع کی مناسبت سے شامل کی جارہی ہیں۔

تصدیق حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

بے حجابی اور عریانی و بے حیائی کے تباہ کن نتائج انسان کے اخلاق و روحانیت کو کس طرح برباد کرتے ہیں اس کو تو اہل بصیرت ہی جانتے ہیں لیکن دنیا میں قتل وغارت گری اور حوادث کے بڑے بڑے جرائم جن کی تعداد روز بروز بڑھتی جارہی ہے، اگر ان کے اسباب کا صحیح تجزیہ کیا جائے تو ان میں ۷۵ فیصد کا سبب کسی عورت کا قضیہ ہوتا ہے جس کے مفاسد کو ہر شخص محسوس کرتا ہے۔ اور ذرا سا غور و فکر سے کام لیا جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ یہ سب ثمرات عورت کی بے حجابی اور اس کی آزادی کے ہیں جن کو آج ترقی کا نام دیا جارہا ہے۔ اب تو بہت سے یورپ کے ناخدا آشنا لوگ بھی

ان ہولناک نتائجِ بد سے عاجز ہوکر عورت کو دوبارہ خانگی زندگی کی طرف واپس لانے کو سوچ رہے ہیں مگراب بات ان کے قابو کی نہیں رہی۔

لیکن افسوس ہے کہ یورپ کی نقّالی ہی کو ذریعۂ سعادت و ترقی سمجھنے والے ہمارے بھائی اب تک بھی اسی روش پر قائم ہیں۔ اور تقسیم ہندوستان کے بعد ہزاروں لاکھوں خاندانوں کی نقل و حرکت نے تو ان گھرانوں کو بھی بے پردہ کر دیا جن میں شدت کے ساتھ پردہ کی پابندی تھی۔ خاندانی رسم و رواج اور عرفی عار سب ہی کو الوداع کہہ دیا اور یہ مرض پاکستان میں روز بروز بڑھتا جا رہا ہے اور اس کے تلخ ترین خمیازے بھی روز بھگتنے پڑتے ہیں۔ اس لیے ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو بے پردگی کے فسادِ عظیم اور دینی و دنیاوی نقصانات سے آگاہ کرنے کے لیے کوشش کو عام کیا جائے اور اس کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات عورتوں کے حجاب اور پردہ سے متعلق لوگوں کو پہنچائے اور سنائے جائیں۔

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

محرم الحرام ۱۳۸۰ھ

تقریظ حضرت مولانا سید سلیمان ندوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث کی بنا پر جس میں ان لوگوں کے لیے جنھوں نے امّت محمدیہ تک حضور ﷺ کی چالیس حدیثیں پہنچائی ہیں، بشارت سنائی گئی ہے۔ مختلف وقتوں میں علماء نے مختلف ضروری مضامین کی چالیس حدیثیں جمع کی ہیں

اور وہ مفید ہوئی ہیں۔

اس زمانہ میں خواتین اسلام میں جس تیزی کے ساتھ بے پردگی کی تحریک بڑھتی جارہی ہے اس کے پیش نظر مولوی نور احمد صاحب فاضل دیوبند و ناظم دارالعلوم کراچی نے یہ ۴۰ حدیثیں عورتوں کے حجاب و پردہ کے متعلق جمع کی ہیں اور ان کا ترجمہ کیا ہے اور ان کی کچھ شرح کی ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر دے اور مسلمان بہنوں کو اس سے فائدہ پہنچائے اور اسلامی عصمت و عفت کے صحیح مفہوم سے انہیں باخبر ہونے کی توفیق بخشے۔

سید سلیمان ندوی

۲ شوال ۱۳۷۱ھ

پردہ کے متعلق اہم احادیث مبارکہ

۱. امام بخاری نے سورۃ الاحزاب کی تفسیر میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کی خدمت میں نیکو کار اور بدکار سب طرح کے آدمی آتے ہیں۔ اگر آپ امہات المومنینؓ (ازواج مطہرات) کو پردہ کرنے کے متعلق فرمادیں تو اچھا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے پردہ کی آیت نازل فرمائیں۔ (جس کی وجہ سے تمام عورتوں پر پردہ کرنا فرض ہوا۔) (بخاری صفحہ ۷۰۲، ج۲)

۲. حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حضرت ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کے قصہ نکاح میں مذکور ہے کہ پھر وہ دعوت کھانے والے چلے گئے۔ حضور ﷺ جو تشریف لائے تو آپ نے میرے اور اپنے درمیان میں پردہ ڈال دیا اور آیت پردہ کی نازل ہوگئی۔ (مسلم)

۳. حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھیں، اتفاقاً عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ (نابینا صحابی) آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں (ام سلمہؓ اور میمونہؓ) سے فرمایا کہ ان سے پردہ

کرو۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا وہ نابینا نہیں جو ہم کو نہیں دیکھ سکتے؟ تو آپ نے حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم تو نابینا نہیں، کیا تم ان کو نہیں دیکھتیں؟ (ترمذی)

۴. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے پردہ کے پیچھے سے ایک خط دینے کو رسول اللہ ﷺ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ (ابوداؤد، نسائی)

۵. قیس بن شماس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت جس کو ام خلاد کہتے تھے چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ اس کا بیٹا جو جہاد میں قتل ہو گیا تھا آخرت میں اس کا کیا درجہ ہے معلوم کرے۔ بعض لوگوں نے اس سے کہا کہ تم جوان بیٹے کی موت کے حادثہ فاجعہ کے ہوتے ہوئے بھی نقاب حجاب کے ساتھ آئی ہو؟ (حالانکہ ایسے حوادث میں عموماً عورتوں سے پردہ چھوٹ جاتا ہے) اس نے کہا میرا بیٹا مارا گیا ہے میری حیا تو نہیں ماری گئی۔

۶. حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت سرتاپا پوشیدہ رہنے کے قابل ہے۔ جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے۔ (مشکاۃ، ترمذی)

۷. حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (بے پردہ) عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے اور شیطان کی صورت میں واپس جاتی ہے۔ (مسلم)

۸. حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر روز صبح کے وقت دو فرشتے منادی کرتے ہیں کہ ہلاکت ہے مردوں کو عورتوں کی وجہ سے اور ہلاکت ہے عورتوں کو مردوں کی وجہ سے۔ (ابن ماجہ وحاکم)

۹. نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بعد مردوں کے لیے کوئی فتنہ عورتوں سے اشد نہیں چھوڑا۔ (بخاری)

۱۰. ابو السائب حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک نوجوان صحابی کے قصہ میں جس کی شادی کو کچھ ہی دن گزرے تھے روایت کرتے ہیں کہ وہ نوجوان ایامِ جہاد میں نبی کریم ﷺ کی خدمت سے واپس اپنے گھر گیا تو اس کی بیوی دروازہ پر کواڑوں کے بیچ میں کھڑی ہوئی تھی۔ نوجوان نے اپنا نیزہ اس کی طرف سیدھا کیا تھا کہ اس پر حملہ کرے اور جوشِ غیرت سے بے تاب ہو گیا۔ (مسلم)

۱۱. حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مرد کو دو عورتوں کے درمیان میں چلنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد)

۱۲. رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت اپنی ازار کو پنڈلی سے ایک بالشت نیچے لٹکائے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اس صورت میں ان کے پاؤں کھلے رہیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو ایک ہاتھ لٹکا لیا کرے۔

تشریح: باہر نکلنے کے وقت پیروں کے چھپانے کا اتنا اہتمام ہے تو چہرہ اور

دوسرے اعضاء کا کتنا ہوگا، اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے۔

۱۳. حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ عورتوں کے لئے گھر سے باہر نکلنے میں کوئی حصہ نہیں مگر بحالتِ اضطراری و مجبوری۔ (اسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ) عورتوں کے لیے راستے میں چلنے کا کوئی حق نہیں سوائے کناروں کے۔ (یعنی بحالت مجبوری بھی نکلے تو راستے کے بیچ میں نہ چلیں تاکہ مردوں سے اختلاط نہ ہو۔) (طبرانی، معجم کبیر)

۱۴. حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم باہر تشریف لائے تو چند عورتیں باہر بیٹھی ہوئی دیکھ کر دریافت فرمایا کہ کیوں بیٹھی ہو؟ عورتوں نے جواب دیا کہ جنازہ کا انتظار کر رہی ہیں۔ فرمایا کیا میت کو غسل دیں گی؟ تو عورتوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ فرمایا کہ کیا جنازہ اٹھائیں گی؟ جواب دیا کہ نہیں۔ فرمایا کیا میت کو قبر میں اتارنے والوں میں شامل ہوں گی؟ جواب دیا کہ نہیں۔ تو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ پھر لوٹ جاؤ (یعنی اپنے اپنے گھر چلی جاؤ) گناہ کرنے والیاں ہیں نہ کہ ثواب جمع کرنے والیاں۔ (ابن ماجہ، ترغیب: ج۵، ص۳۳۵)

۱۵. حضرت سالمؒ اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اگر کسی کی بیوی مسجد میں جانے کی اجازت چاہے تو اس کو مسجد میں جانے سے نہ روکے۔ (بخاری ص۸۸۷، ج۲)

۱۶. حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عورت کا گھر کے اندر نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور کوٹھری میں نماز پڑھنا گھر کے اندر پڑھنے سے افضل ہے۔ (مستدرک ص ۲۵۹ جلد ۱)

۱۷. حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ مت روکو تم اپنی عورتوں کو مسجدوں میں نماز کے لیے آنے سے لیکن ان کے گھر ان کی نماز کے لیے افضل ہیں (مسجد میں آنے سے)۔ (مستدرک حاکم)

۱۸. نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کے لیے بہتر مسجد ان کے گھر کی کوٹھری ہے۔

۱۹. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ اس حالت کا مشاہدہ فرما لیتے جو عورتوں نے آپ کے بعد (زیب وزینت کے ساتھ مساجد میں جانے کی) اختیار کی ہے تو یقیناً آپ ان کو (مساجد و عید گاہ جانے سے) روک دیتے جیسا بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔ (مسلم)

تشریح: عورتوں کے لیے مساجد میں آنا مکروہ ہے۔ صرف بوڑھی عورتوں کے لیے بعض فقہاء نے اجازت دی ہے وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ سر سے پیر تک برقع وغیرہ میں مستور ہوں اور زیب وزینت کر کے یا خوشبو لگا کر نہ نکلیں بلکہ سادہ کپڑوں میں نکلیں۔ برقعہ بھی بھڑک دار نہ ہو۔ کوئی بجنے

والے زیور نہ پہنیں۔ راستے میں سڑک کے بیچ میں نہ چلیں بلکہ کنارے پر مردوں سے علیحدہ چلیں اور بوڑھی عورتوں کے لیے بھی افضل یہی ہے کہ مسجد میں نہ جائیں بلکہ اپنے گھر میں نماز پڑھیں۔

۲۰. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک عورت قبیلہ مزینہ کی زیب و زینت کے لباس میں مٹکتی ہوئی مسجد میں آئی تو رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اے لوگو! اپنی عورتوں کو زیب و زینت کا لباس پہن کر مسجد (وغیرہ) میں مٹکنے سے روکو کیونکہ بنی اسرائیل پر اس وقت تک لعنت نہ کی گئی جب تک ان کی عورتوں نے زیب و زینت کا لباس نہیں پہنا اور انہوں نے مسجدوں (وغیرہ) میں مٹکنا اختیار نہیں کیا۔ (ابن ماجہ)

۲۱. حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے مسجد نبوی کے ایک دروازے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اس دروازہ کو اگر ہم عورتوں کے لیے مخصوص کر دیں تو اچھا ہو (تاکہ عورتوں اور مردوں کا اختلاط نہ ہو) حضرت نافع (حضرت ابن عمرؓ کے شاگرد) کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ وفات تک اس دروازے سے کبھی داخل نہ ہوئے۔ (ابوداؤد ص ۸۴، ج۱)

۲۲. حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ عورتوں کے پاس آنے جانے سے بچو۔ کسی نے کہا کہ یا رسول اللہ! شوہر کے بھائی (وغیرہ) کا کیا حکم ہے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا شوہر کا

بھائی تو موت ہے یعنی اس سے فتنہ کا اندیشہ بہت زیادہ ہے۔ (بخاری ومسلم)

۲۳. حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ تم مت داخل ہو ایسی عورتوں کے پاس جن کے شوہر موجود نہیں ہیں کیونکہ شیطان تمھاری رگوں میں خون کے ساتھ چلتا ہے۔ (یعنی غلبہ شہوت میں شیطانی وسوسوں سے بچنا مشکل ہے) تو صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! کیا آپ میں بھی؟ (یعنی شیطان رگوں میں چل سکتا ہے؟) فرمایا مجھ میں بھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی ہے بمقابلہ شیطان کے اس لیے وہ میرا فرماں بردار ہو گیا۔ (ترمذی، مشکوۃ)

۲۴. حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ جب کوئی مرد کسی عورت سے تنہائی میں ملتا ہے تو اس کے ساتھ تیسرا ساتھی شیطان ہوتا ہے۔ (ترمذی)

۲۵. حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ تین شخص کبھی جنت میں داخل نہ ہوں گے: دیوث اور مردانی شکل بنانے والی عورتیں اور ہمیشہ شراب پینے والا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا دیوث کون ہے؟ فرمایا جس کو اس کی پرواہ نہ ہو کہ اس کی گھروالیوں کے پاس کون آتا ہے، کون جاتا ہے۔ (معجم کبیر)

۲۶. حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ کسی عورت کو جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی

ہو یہ جائز نہیں کہ اپنے شوہر کے گھر میں بغیر اس کی اجازت کے کسی کو آنے دے نیز عورت کو شوہر کی مرضی کے خلاف گھر سے باہر نکلنا بھی جائز نہیں اور اس بارے میں کسی کی اطاعت کرنا بھی جائز نہیں۔ (طبرانی معجم کبیر، مستدرک حاکم، سنن بیہقی)

۲۷. حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ عورتوں سے بغیر شوہر کی اجازت کے بات کی جائے۔ (طبرانی معجم کبیر)

۲۸. حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلاً روایت ہے وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورتیں اپنے محرموں کے سوا اور مردوں سے بات نہ کریں۔ (ابن سعد)

اجنبی عورتوں سے مصافحہ وملاقات

۲۹. حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاتھ کا زنا (نامحرم کو) پکڑنا ہے۔ (مسلم)

۳۰. حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کے سر پر سوئی چبھو دی جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لیے حلال نہیں۔ (طبرانی وبیہقی)

۳۱. حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خبردار جو تو اکیلا کسی عورت کے پاس بیٹھا۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس

کے قبضہ میں میری جان ہے جب کوئی مرد کسی عورت سے تخلیہ کرتا ہے تو شیطان ان دونوں کے درمیان گھس آتا ہے۔ کیچڑ میں بھرے ہوئے سور سے بدن کا لگ جانا اس سے بہتر ہے کہ اس کا کندھا کسی ایسی عورت کے کندھے سے لگ جائے جو کہ اس پر حلال نہیں۔ (طبرانی)

۳۲. عطا خراسانیؒ سے مرسلاً روایت ہے کہ اجنبی عورتوں کو سلام کرنا، اسی طرح اجنبی مردوں کو سلام کرنا جائز نہیں ہے۔ (کنز العمال ج ۸، ص ۲۶۳)

۳۳. حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کسی نامحرم عورت پر اچانک نظر پڑ جائے تو کیا کرنا چاہیے؟ آپ نے فرمایا کہ فوراً نظر کو ہٹا لو۔ (مسلم)

۳۴. حضرت حسن بصریؒ سے مرسلاً روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھ کو باوثوق ذرائع سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دیکھنے والے پر بھی لعنت کی ہے اور اس پر بھی جس کو دیکھا جائے۔ (مشکاۃ)

۳۵. حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ (گورنر شام و فلسطین) کو خط لکھا کہ مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ مسلمانوں کی عورتوں میں سے بعض عورتیں آپ کے اطراف میں مشرکین کی عورتوں کے ساتھ حمام میں داخل ہوتی ہیں تو آپ ان کو اپنی طرف سے نہایت سختی کے ساتھ منع کیجیے، کیونکہ کسی عورت کے لیے جو خدا اور رسول اور قیامت کے دن کو ماننے والی ہو یہ جائز نہیں ہے کہ اس کے ستر

کو کوئی دیکھے مگر اس کی ہم مذہب۔ (یعنی بوقت مجبوری) (کنز العمال)

۳۶. حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بد نظری ایک زہریلا تیر ہے ابلیس کے تیروں میں سے۔ جو شخص اس کو میرے ڈر کی وجہ سے چھوڑ دے اس کو ایسی ایمانی قوت عطا کروں گا جس کی شیرینی وہ اپنے دل میں پائے گا۔ (طبرانی و حاکم)

۳۷. حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی مسلمان کسی عورت کے محاسن یعنی حسن و جمال کو دیکھ کر اپنی آنکھیں بند کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ایسی عبادت نصیب فرمائے گا جس کی حلاوت و شیرینی وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا۔ (مسند احمد و طبرانی)

۳۸. حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے دریافت فرمایا کہ عورت کے لیے کون سا کام سب سے بہتر ہے؟ اس پر صحابہؓ خاموش ہو گئے (اور کسی نے جواب نہیں دیا) حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے واپس آکر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ عورتوں کے لیے سب سے بہتر کون سا کام ہے؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ مردوں کو دیکھیں نہ مرد ان کو دیکھیں۔ میں نے یہ جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ فاطمہؓ میری لخت جگر ہے۔ (اس لیے وہ خوب سمجھیں) (مسند بزار)

فتنہ خوشبو

۳۹. حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ جو عورت عطر لگا کر مردوں کے پاس سے گزرے تاکہ وہ اس کی خوشبو سونگھیں وہ عورت زناکار ہے اور ہر آنکھ جو بری نیت سے غیر محرم کو دیکھے زناکار ہے۔ (سنن نسائی)

۴۰. حضرت یحیی بن جعدۃؒ (تابعی) فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک عورت خوشبو لگا کر باہر نکلی جس کی خوشبو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو محسوس ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو مارنے کے لیے دُرّہ اٹھایا اور فرمایا تم ایسی خوشبو لگا کر نکلتی ہو جس کی مہک مردوں کو بھی معلوم ہوتی ہے۔ مردوں کے قلوب تو ان کی ناک کے سرے پر ہیں۔ (یعنی جلدی مائل ہوتے ہیں) میلی کچیلی بغیر خوشبو کے نکلا کرو۔ (کنز العمال صفحہ ۳۱۵)

سفر حج میں پردے کا اہتمام

۴۱. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ ہم (ازواج مطہرات) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کو جاتے ہوئے احرام کی حالت میں جب ہمارے پاس سے سوار (حج کو جانے والے) گزرتے تو ہم اپنی چادر اپنے سر کے اوپر سے کھینچ کر اپنے چہروں پر لے آتے اور جب ہم آگے بڑھ جاتے تو ہم چہرہ کھول لیتے۔ (ابوداؤد: صفحہ ۲۵۴)

تشریح: احرام حج کی حالت میں حالانکہ چہرہ پر نگاہ ڈالنا ممنوع ہے مگر غیر محرم مردوں کے سامنے پھر بھی چہرہ چھپانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

آخری زمانے کی عورتیں

۴۲. ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ میری اخیر امّت میں کچھ ایسے مرد ہوں گے جو کجاوہ کے مثل زین پر سوار ہوں گے اور مساجد کے دروازے پر اتریں گے۔ ان کی عورتیں کپڑے پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی (یعنی کپڑا باریک یا چست ہونے کی وجہ سے ان کا بدن نظر آئے گا) ان کے سروں پر بالوں کا جُوڑا ایسا ہو گا جیسے بختی اونٹوں کا کوہان۔ تم ان پر لعنت کرو کیونکہ وہ ملعون ہیں۔ اگر تمھارے بعد کوئی اور امت ہوتی تو تمھاری عورتیں ان کی خدمت اسی طرح کرتیں جس طرح پہلی امت کی عورتوں نے تمھاری خدمت کی۔ (یعنی لونڈیاں بنا دی جاتیں)

حیااور پردہ کی اہمیت سے متعلق مزید احادیثِ نبویہ

بے حیااور بے پردہ عورتوں کا دردناک انجام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنمیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جنہیں میں نے نہیں دیکھا۔ ایک قسم ان لوگوں کی ہے کہ جن کے پاس بیلوں کی دموں کی طرح کوڑے ہیں جس سے وہ لوگوں کو مارتے ہیں۔ اور دوسری قسم ان عورتوں کی ہے جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہیں۔ وہ (دوسروں کو) بہکانے والی اور خود بھی بھٹکی ہوئی ہیں۔ ان عورتوں کے سر بختی اونٹوں کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے ہیں۔ وہ عورتیں جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو پاسکیں گی۔ حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی مسافت (یعنی دور) سے محسوس کی جا سکتی ہے۔ (صحیح مسلم: حدیث نمبر ۲۱۲۸)

نامحرم مردوں کے لیے زیب وزینت کرنے والی عورت

حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خاوند کے سوا دوسروں کے لیے زینت کے ساتھ ناز نخرے سے چلنے والی عورت اس طرح

ہے جیسے قیامت کی تاریکی جس میں کوئی روشنی نہ ہو۔ (ترمذی: حدیث نمبر ۱۱۶۷)

عورت کے لیے محرم رشتہ دار کے بغیر سفر کرنے کا حکم

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو اس کے لیے یہ بات جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زائد کا سفر کرے مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا باپ ہو یا بھائی ہو یا شوہر ہو یا بیٹا ہو یا کوئی ایسا رشتہ دار ہو جو اس کا محرم ہو۔ (سنن ابوداؤد: حدیث نمبر ۱۷۲۶)

جب لڑکی بلوغت کی عمر کو پہنچ جائے تو پردہ واجب ہو جاتا ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ انہوں نے باریک کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی طرف سے منہ پھیر لیا اور فرمایا کہ اے اسماء! عورت جب بلوغ کو پہنچ جائے تو درست نہیں کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے سوائے چہرے اور ہاتھوں کے۔ (سنن ابوداؤد: حدیث نمبر ۴۱۰۴)

محرم رشتہ داروں کے سامنے پردہ کی حدود

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کیلیے ایک غلام لائے جو آپ نے ان کو ہبہ کیا تھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایسا کپڑا اوڑھ رکھا تھا کہ اگر وہ اسے سر پر لپیٹتیں تو ان کے پاؤں تک نہ پہنچتا اور اگر پاؤں کو چھپاتیں تو سر پر نہ رہتا تھا۔ پس جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس الجھن کو دیکھا تو فرمایا تمھارے لیے کوئی حرج کی بات نہیں، تمھارے سامنے صرف تمھارے والد اور تمھارا

غلام ہے۔ (سنن ابوداؤد: حدیث نمبر ۴۱۰۶)

خواتین مردوں کی مشابہت اختیار نہ کریں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر اور عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (ابوداؤد: حدیث نمبر ۴۰۹۷)

شیطان کی نظروں سے اپنی حفاظت کیجیے

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت سراسر پردہ ہے اس لیے جب وہ گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے تاکتا (اپنی نظروں کا نشانہ بناتا) ہے۔ (سنن ترمذی: حدیث نمبر ۱۱۷۳)

بد نظری کرنے والا مرد اور دعوت دینے والی عورت دونوں ملعون

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ (بد نظری کی نیت سے) دیکھنے والے شخص پر بھی لعنت فرماتے ہیں اور جس (عورت) کی طرف دیکھا جائے اس پر بھی لعنت فرماتے ہیں۔ (یعنی اگر اس عورت نے خود مرد کو دیکھنے کا موقع دیا ہو۔) (سنن بیہقی: حدیث نمبر ۱۳۵۶۶)

غیر محرم پر اچانک نظر پڑ جائے تو فوراً نظر پھیر لینی چاہیے

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا: اے علی! (اگر کسی نامحرم پر نظر پڑ جائے تو) دوبارہ نظر مت ڈالو، کیونکہ تمھارے

لیے پہلی نظر (جو بغیر ارادہ کے پڑی تھی) جائز ہے لیکن دوسری نظر جائز نہیں۔

سنن ابوداؤد: حدیث نمبر ۲۱۴۹

جو بدنظری سے بچے اللہ تعالیٰ اسے ایمان کی مٹھاس عطا فرماتے ہیں

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس مسلمان کی نظر کسی عورت پر پہلی دفعہ نظر پڑ جائے پھر وہ اپنی نگاہ نیچی کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسی عبادت (کی توفیق) نصیب فرمائے گا جس کی لذت و حلاوت کو وہ محسوس کرے گا۔ (سنن ابوداؤد، فی إسنادہ ضعف: حدیث نمبر ۲۱۴۹)

دیور اور جیٹھ سے پردہ کرنا ضروری ہے

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم (نامحرم) عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔ ایک آدمی نے سوال کیا کہ شوہر کے قریبی رشتہ داروں کا کیا حکم ہے؟ (یعنی دیور، جیٹھ وغیرہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ تو بالکل موت ہے۔ (صحیح بخاری: حدیث نمبر ۵۲۳۲)

ران ستر کا حصہ ہے اسے نامحرم کے سامنے کھولنا جائز نہیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے علی! اپنی ران کو (کسی کے سامنے) مت کھولو اور ہرگز کسی زندہ یا مردہ شخص کی ران کو مت دیکھو۔ (سنن ابوداؤد: حدیث نمبر ۳۱۴۰)

کسی بھی نامحرم مرد یا عورت کا ستر دیکھنا جائز نہیں

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سے فرمایا: کوئی

مرد کسی دوسرے مرد کا ستر نہ دیکھے اور کوئی عورت دوسری عورت کا ستر نہ دیکھے۔ اور نہ کوئی مرد دوسرے کوئی مرد کسی دوسرے مرد کے ساتھ ایک چادر میں لیٹے اور نہ ہی کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک چادر میں لیٹے۔ (صحیح مسلم: حدیث نمبر ۳۳۶)

شرم گاہ کے علاوہ دوسرے اعضاء کا زنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کے لئے ایک حصہ زنا کا لکھ دیا ہے جو اس سے یقینا ہو کر رہے گا۔ چنانچہ آنکھ کا زنا دیکھنا ہے اور زبان کا زنا بات کرنا ہے اور نفس خواہش اور تمنا کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔ (صحیح بخاری: حدیث نمبر ۶۲۴۳)

کسی کے پردے کی جگہ میں بلا اجازت داخل ہونا جائز نہیں

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجروں میں سے ایک حجرے میں جھانک کر دیکھا، اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں سر کھجلانے کا آلہ تھا جس سے آپ اپنا سر کھجلا رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ تو جھانک کر دیکھے گا تو میں اس سے تیری آنکھ میں مار دیتا، اجازت لینا دیکھنے (سے بچنے) ہی کے لیے لازم کیا گیا ہے۔ (صحیح بخاری: حدیث نمبر ۶۲۴۱)

کسی کے گھر میں داخلے کے لیے تین مرتبہ اجازت لی جائے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں انصار کی ایک مجلس میں تھا کہ ابوموسی گھبرائے ہوئے آئے اور کہا کہ میں نے عمر سے تین بار اجازت مانگی

مگر اجازت نہیں ملی تو میں واپس لوٹ گیا۔ عمر نے پوچھا کہ تم اندر آنے سے کیوں رکے؟ میں نے کہا کہ میں نے اجازت مانگی تھی لیکن آپ نے اجازت نہ دی اس لئے میں واپس لوٹ گیا اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص تین بار اجازت مانگے اور اس کو اجازت نہ ملے تو اس کو لوٹ جانا چاہیے۔ حضرت عمرؓ نے کہا تم کو اس پر گواہ پیش کرنا ہوگا۔ ابو موسی نے پوچھا تم میں سے کسی نے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے اس کو سنا ہے؟ ابی بن کعبؓ نے کہا کہ واللہ! تیری گواہی کے لئے قوم کا کمسن شخص کھڑا ہوگا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں اس وقت سب سے کمسن تھا۔ میں ابو موسی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے ساتھ کھڑا ہوا اور عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو بتایا کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اسی طرح فرمایا ہے۔ (صحیح بخاری: حدیث نمبر ۶۲۴۵)

تین آنکھیں جہنم میں داخل نہ ہوں گی

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: تین آنکھیں ایسی ہیں جو جہنم میں داخل نہ ہوں گی:

۱. ایک وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے ہٹ گئیں۔ (بد نظری نہیں کی)
۲. ایک وہ آنکھ جس نے اللہ کے راستے میں پہرہ دیا۔
۳. اور ایک وہ آنکھ جس سے اللہ کے خوف سے ایک مکھی کے سر کے برابر آنسو نکل گیا۔ (سنن ابن ماجہ: حدیث نمبر ۸۵۷۰)

ستر کس کس سے چھپانا ضروری ہے؟

بہز بن حکیمؒ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے عرض کیا یا رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ہم اپنی شرم گاہ کو کس پر ظاہر کریں اور کس سے چھپائیں؟ فرمایا کہ شرم گاہ کی حفاظت کرو سوائے اپنی بیوی اور باندی کے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اگر برادری کے لوگ ملے جلے رہتے ہوں تو؟ فرمایا کہ اگر تم اس بات پر قادر ہو کہ تمھارا ستر کوئی نہ دیکھے تو چاہیے کہ تمھارا ستر کوئی نہ دیکھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ہم میں سے کوئی تنہائی میں ہو تو؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ زیادہ حق دار ہیں اس بات کے کہ ان سے حیا کی جائے بہ نسبت اور لوگوں کے۔ (سنن ابوداؤد: حدیث نمبر ۴۰۱۷)

خوفِ خدا کی وجہ سے گناہ سے بچنے والے کو عرش کا سایہ نصیب ہوگا

حضرت ابوہریرہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں رکھے گا جس دن کہ سوائے اس کے سائے کے اور کوئی سایہ نہ ہوگا:

(۱) حاکم عادل۔ (۲) اور وہ شخص جس کا دل مسجدوں میں لگا رہتا ہو۔ (۳) (۴) اور وہ دو اشخاص جو باہم صرف اللہ کے لئے دوستی کریں۔ جب جمع ہوں تو اسی کے لئے اور جب جدا ہوں تو اسی کے لئے۔ (۵) اور وہ شخص جس کو کوئی منصب اور جمال والی عورت زنا کیلئے بلائے اور وہ یہ کہہ دے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ (۶) اور وہ شخص جو چھپا کر صدقہ دے یہاں تک کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہو کہ

اس کے داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ (۷) اور وہ شخص جو خلوت میں اللہ کو یاد کرے اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جائیں۔ (صحیح بخاری: حدیث نمبر ۶۶۰)

بے حیائی اور بے پردگی انسان کو زنا کے قریب لے جاتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: زنا کے قریب مت جاؤ۔ یعنی ایسی تقریبوں سے دور رہو جن سے یہ خیال بھی دل میں پیدا ہو سکتا ہے اور ان راہوں کو اختیار نہ کرو جن سے اس گناہ کا اندیشہ ہو۔ زنا نہایت درجہ کی بے حیائی ہے۔ زنا کی راہ بہت بری ہے یعنی منزل مقصود سے روکتی ہے اور تمھاری اخروی منزل کے لیے سخت خطرناک ہے اور جس کو نکاح میسر نہ آنے چاہیے کہ وہ خود کو دوسرے طریقوں سے بچائے۔ مثلاً روزہ رکھے یا کم کھائیں۔ یا اپنی طاقت سے سے تن زار کام لے۔

اور ان لوگوں نے یہ طریقے بھی نکالے تھے کہ وہ ہمیشہ عمداً نکاح وغیرہ سے دست بردار رہے یا خواجہ (مخنث) بن گئے یا کسی اور طریقے سے انہوں نے رہبانیت اختیار کی مگر ہم نے ان پر یہ حکم فرض نہیں کیا اور پھر وہ ان باتوں کو بھی پورے طور پر نباہ نہ سکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس رسالہ کو قبول فرمائے اور یہ سب مسلمانوں کے لیے فائدہ مند ہو۔ دعا ہے کہ اللہ تعالی میرے اور میرے اکابر علماء لدھیانہ، میرے والدین اور تمام عزیز واقارب کی بخشش فرمائیں۔ آمین وما ذلک علی اللہ بعزیز

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين وصلى الله على خير خلقه محمد وآله وأصحابه أجمعين

عورت کی حکومت باعث زوال ہے

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق کا ۱۶ مارچ ۱۹۷۳ء کو قومی اسمبلی سے خطاب

دفعہ نمبر ۴۴ میں مولانا عبدالحق کی ترمیم نمبر ۱۴۱۴ یہ تھی کہ حکمران کم از کم چالیس سال کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے اس پر آپ نے تقریر فرماتے ہوئے کہا:

صدر محترم میں اپنی ان ترمیموں پر مختصراً عرض کروں گا۔ یہ اسلامی مملکت ہے۔ خدا کرے کہ یہ مکمل اسلامی بن جائے۔ اسلامی مملکت کے معنٰی یہ ہیں کہ جس کا نظام ملکی اور ملی اور بیرونی سب کا سب شریعت کے مطابق ہو۔ پیغمبر اللہ کا خلیفہ ہوتا ہے اور پیغمبر کا نائب خلیفہ یا امیر ہوتا ہے۔ تو امیر تمام ملک کا گویا نگران ہے۔ فوج کا وہی نگران ہو گا اور اس طریقہ سے آئین کا بھی وہی نگران ہو گا اور ملک کے اندرونی فتنہ و فساد کو دور کرنے کے لیے بھی وہی ذمہ دار ہو گا۔ تو امیر کی ایک مرکزی حیثیت سے ملک اور بیرون ملک معاہدات کرانا صلح کرانا یا کسی کے ساتھ شرائط طے کرنا وغیرہ امور میں اسلامی قوانین کے تحت اور اسلامی نظام شریعت کے تحت اس کو تمام کاموں کی نگرانی کرنی پڑتی ہے۔ اس لیے اس ترمیم میں میں نے ایک قید یہ لگا دی ہے کہ وہ ۴۵ سال کی بجائے کم از کم چالیس سال کا ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ ہم نے جو چالیس سال کی قید لگا دی ہے وہ اس لیے کہ

پیغمبروں کو نبوّت بھی چالیس سال میں ہی ملی تھی۔ بچپن کے زمانے میں کھانے پینے کا شوق ہوتا ہے، جوانی میں غصے کا غلبہ ہوتا ہے، چالیس سال کا عرصہ ایسا ہے کہ جس میں وہ تجربہ کار اور پختہ عقل متحمل مزاج اور مدبر ہو جاتا ہے۔

تو ایسی صورت میں جب کہ انبیاء علیہم السلام کو چالیس سال میں نبوت ملی تو جو اس کا قائم مقام ہو اس کے لیے بھی چالیس سال ہی کافی ہیں۔ ۴۵ سال کی قید لگانا مناسب نہیں تاکہ جو لوگ اس کے اہل ہیں وہ انتخاب بھی لڑ سکیں۔

ترمیم کی دوسری قید کے بارے میں عرض کرتا ہوں وہ یہ کہ امیر مسلمان مرد ہو۔ مسلمان کی قید ضروری ہے، اس لیے کہ جب ملک اسلامی ہے تو اسلامی ملک میں اسلامی شریعت کا نافذ کرنے والا، اسلامی قوانین کا نافذ کرنے والا، اسلامی قوانین کو جاری کرنے والا امیر وہ شخص ہونا چاہیے جو ان قوانین پر ایمان رکھتا ہو اور اگر وہ اس پر عقیدہ نہ رکھتا ہو اور یہ جانتا ہو کہ یہ چیزیں نعوذ باللہ صحیح نہیں ہیں تو وہ پیغمبر کا جانشین کیسے ہو سکتا ہے۔ اور ان چیزوں کا نفاذ کیسے کر سکتا ہے اور مسلمان تب ہی ہو گا جب ان چیزوں کو صحیح جانے اور صحیح جاننے کے بعد پھر ان کو نافذ کرے۔

ایک چیز اور باقی ہے اور وہ یہ ہے کہ امیر ایسا شخص ہو گا جو مرکزِ شجاعت ہو، جو کہ بھارت کا مقابلہ کر سکے، جو کہ دوسرے موقعوں پر کافروں کا مقابلہ کر سکے۔ لاکھوں فوجیوں کو داد شجاعت دے سکے، مورچوں پر بھی موقع پر جا سکے۔ تو وہ شخص ظاہر بات ہے کہ صنفِ نازک سے نہیں ہو سکتا بلکہ مرد میں یہ صلاحیتیں پائی جا سکتی ہیں۔

مسٹر اسپیکر: مولانا یہ ترمیم نہیں ہے

مولانا عبدالحق: تو ظاہر بات ہے کہ مرکز شجاعت خدا نے مردوں کو بنایا ہے۔ کل

ایک محترمہ نے تجویز پیش کی ہے کہ خواتین کے لیے ہر شعبہ میں حصہ ہونا چاہیے یہاں تک کہ افواج میں بھی۔ تو میں کہتا ہوں آج ہماری ۹۳ ہزار کی فوج کافروں کے قبضہ میں ہے۔ خدانخواستہ اگر یہ عورتیں ہوتیں تو آج ایسی فوج کا کیا حشر ہوتا اور ہمارے لیے کتنی بدنامی ہوتی۔ ہمارے لئے دنیا میں رہنے کی صورت ہی نہ ہوتی۔ یہاں میں آپ کے سامنے ایک حدیث پیش کرتا ہوں۔ کسریٰ کی بیٹی جب تخت نشین ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بتایا گیا تو انہوں نے فرمایا:

لن یفلح قوم تملکھم امرأة.

ہرگز نجات نہیں پاسکتی وہ قوم جس کی بادشاہ ایک عورت ہو۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس کو شکست ہوئی۔ برطانیہ کی حکومت اتنی عظیم تھی کہ جس میں آفتاب غروب نہیں ہوتا تھا۔ مگر جب سے ملکہ وکٹوریہ اور الزبتھ ٹیلر تخت نشین ہوئیں تو سلطنت پر زوال آنے لگا اور بالآخر وہ ایک جزیرہ میں محصور ہو کر رہ گئی۔ تو خدا نے مردوں کو جو شجاعت دی ہے ظاہر بات ہے کہ وہ صنفِ نازک کو عطا نہیں ہوئی اور وہ کسی طرح بھی ان ذمہ داریوں کو پورا نہیں کر سکتا۔

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک، ص ۵٦۴
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نمبر
رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ بمطابق مارچ ۱۹۹۳ء

شادی اور غمی کی قبیح رسمیں

(اقتباس از خطبہ صدارت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ)

بزرگانِ محترم! ہماری بدقسمتی کی داستان بہت طویل ہے۔ ہم نے خود ہی اپنے ہاتھوں اپنی شادیوں کو اپنے لیے پھانسی کا پھندا بنا رکھا ہے اور غمی کی طبعی اور وقتی مصیبت کو اس سے زیادہ خطرناک اختیاری اور دائمی مصیبتوں سے گھیر رکھا ہے۔ شادیوں میں اسراف اور تبذیر کی کوئی حد وانتہا نہیں رکھی اور محض شہرت اور نمود، گھمنڈ اور غرور یا عیش وطرب کے لیے ہزاروں روپے برباد کر کے بحکم قرآن اخوان الشیاطین کی فہرست میں شامل ہوتے ہیں اور گھر پھونک کر تماشا دیکھنے کی مثل صادق ہو جاتی ہے۔ برادری میں ناک کٹ جانے کے ڈر سے بڑی شاندار دعوتیں دی جاتی ہیں۔ لڑکیوں کے جہیز میں حد طاقت سے زیادہ ایسا سامان دیا جاتا ہے جس کا اکثری حصہ اس غریب کے کام بھی نہیں آتا۔ یا تو رکھے رکھے خراب ہو جاتا ہے یا دوسروں کے ہاتھ لگتا ہے۔ وقت پر تو اس فضول خرچی کا خیال نہیں آتا، یا آتا ہے تو برادری کا رسم ورواج مجبور کرتا ہے مگر بعد میں اس کے نتائج وعواقب وبالِ جان ہو جاتے ہیں۔

میرے سامنے کتنی ہی مثالیں ہیں کہ بڑے بڑے صاحب جائیداد وثروت اپنے بیٹے کی شادی یا بیٹی کی شادی کر کے نانِ شبینہ کو بھی محتاج ہو گئے اور ساری عمر تباہی

وفلاکت میں گزارنی پڑی۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اپنی نجات کے راستوں کو خود چھوڑ دیا ہے اور ہلاکت کے عمیق گھڑے خود اپنے ہاتھوں سے اپنے لیے کھود رہے ہیں حالانکہ قرآن کریم میں ایسے صاف اور کھلے الفاظ میں ان کو بتا دیا گیا تھا کہ:

﴿وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا (٢٦) إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا (٢٧) وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِنْ رَبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُلْ لَهُمْ قَوْلًا مَيْسُورًا (٢٨) وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَحْسُورًا (٢٩) إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا﴾ [الإسراء: ٢٨-٣٠]

"قرابت داروں اور مسکینوں اور مسافروں کو ان کا حق دو۔ اور فضول خرچی نہ کرو۔ بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا نافرمان ہے۔ اور اگر تم کسی رحمت کے انتظار میں جس کی خدا کی طرف سے امید ہو ان لوگوں سے اعراض کرو تو ان کے ساتھ نرمی کے ساتھ بات کرو اور نہ تو اپنے ہاتھوں کو گردن کی طرف سمیٹ لو اور نہ بالکل دراز کر دو، ورنہ تہی دست اور ہدف ملامت ہو کر بیٹھ جاؤ گے۔ بے شک تمھارا پروردگار جس کو چاہتا ہے زیادہ رزق دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے کم دیتا ہے۔ وہ اپنے بندوں کے حالات سے خوب واقف اور نگران کار ہے۔"

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿يَابَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ﴾ [الأعراف: ٣١]

”اے اولاد آدم! ہر مسجد کے پاس تم اپنی زینت کا اظہار کرو اور کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی نہ کرو، بیشک اللہ فضول خرچی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔“

غالباً حق تعالیٰ شانہ کو مساجد کے علاوہ دوسری جگہ زینت کرنے کا امر اور تصریح فرمانا منظور نہ تھا۔ اگرچہ دوسرے مواقع میں بھی زینت جائز ہے مگر اس کا اتنا اہتمام مدِّ نظر نہیں تھا کہ اس کا ذکر فرمایا جاتا۔ اس لیے اس کو اصل اباحت پر چھوڑ دیا گیا اور "عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ" فرما کر عموم کے مزید اہتمام کو مؤکد فرمادیا جس سے معلوم ہوا کہ زینت مساجد کے حقوق وآداب میں سے ہے، ورنہ فی حد ذاتہٖ زینت کوئی مامور بہ نہیں ہے۔

الحاصل مجھے تو یہ عرض کرنا تھا کہ رسوم میں انہماک اور تعدی اس درجہ تک پہنچ گئی ہے کہ مسلمانوں کی اقتصادی اور مذہبی حالت تباہ وبرباد ہوئی جارہی ہے۔ اور یہ مسلمانوں کی مذہبی وقومی موت ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ صوبہ سرحد یا ماورائے سرحد کے بعض مقامات میں یہ رواج ہے کہ کسی گھر میں موت ہوجانے پر تجہیز وتکفین سے پہلے اہل میت کو برادری کی دعوت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور جب تک یہ دعوت کا سامان اس کے دروازے پر نہیں دیکھ لیتے اس وقت تک جنازہ اٹھانے بھی نہیں آتے۔ اہل میت اپنے ننگ وناموس یا شہرت ونمود کی وجہ سے سودی قرض لے لے کر بڑی بڑی دعوتیں کرتے ہیں اور اس کے بعد عمر بھر مصیبت وتباہی اٹھاتے ہیں۔ یہ

صریح طور پر خدا اور رسول ﷺ کا مقابلہ ہے۔

امام احمدؒ نے اپنے مسند میں حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانے میں اس قسم کے عمل کو ہم نیاحت (نوحہ کرنے) میں داخل سمجھتے تھے جو شرعاً ناجائز اور عملِ جاہلیت میں داخل ہے۔ اور یہ مسئلہ کتب فقہ حنفیہ میں صاف و صریح طور پر موجود ہے۔ فتح القدیر اور دوسرے معتبرات کو ملاحظہ فرمائیے۔ علماءِ ربانیین نے ہمیشہ اس پر انکار فرمایا ہے مگر مسلمانوں کی بدقسمتی عمل کرنے کی توفیق نہیں دیتی:

ويكره اتخاذ الضيافة من الطعام من اهل الميت لأن الدعوة شرعت في السرور لا في الشرور وهي بدعة مستقبحة. روى الإمام أحمد وابن ماجة بإسناد صحيح عن جرير بن عبد الله البجلي قال: كنا نعد الاجتماع إلى أهل الميت وصنعهم الطعام من النياحة.

"اہل میت کا لوگوں کی دعوت کرنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ دعوت خوشی کے موقع پر مشروع ہے نہ غمی میں، یہ بدعتِ قبیحہ ہے۔ امام احمد اور ابن ماجہ نے سند صحیح کے ساتھ جریر بن عبد اللہ صحابیؓ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم (یعنی صحابہ کرامؓ) اہلِ میت کے گھر کھانے کے لیے جمع ہونے اور دعوتیں کرنے کو نیاحتِ ممنوعہ میں داخل سمجھتے تھے۔"

اسی طرح شوافع اور حنابلہ کا مذہب بھی یہی بیان کیا ہے۔ ہاں میت کے ایصالِ

ثواب کے لیے اخلاص کے ساتھ حدودِ شرعیہ کے اندر اپنی استطاعت کے موافق صدقہ و خیرات کرنا ہر وقت جائز اور مستحسن ہے۔ اس میں کسی کو کلام نہیں ہے۔ ہمارا مقصد تو اسراف و نمود کو روکنا ہے جو محض نام و نمود کے لیے ہزاروں روپیہ برباد کر دیا جاتا ہے۔ اور روپیہ نہ ہونے کی صورت میں سودی قرض لے لے کر خرچ کیا جاتا ہے اور دنیا و آخرت کی تباہی و بربادی مول لی جاتی ہے۔

ترمذی شریف میں ہے:

عن عبد الله بن سرجس المزني أن النبي صلي الله عليه وسلم قال: السمت الحسن والتؤدة والاقتصاد جزء من أربعة وعشرين جزءا من النبوة.

”عبداللہ بن سرجس مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ نیک سیرت اور سہولت اخلاق اور میانہ روی نبوت کے چوبیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔“ الغرض جب تک یہ رسومِ مہلکہ قبیحہ ترک نہ کی جائیں گی اور میانہ روی اور کفایت شعاری اختیار نہ کی جائے گی اس وقت تک مسلمانوں کی حالت نہ سنبھلے گی۔ واللہ یھدی من یشاء إلی صراط مستقیم

لڑکیوں کی شادیوں پر روپیہ لینے کی رسم

یہ رسم تو احکامِ شرعیہ کے خلاف ہونے کے علاوہ شرافت و انسانیت کے بھی خلاف ہے اور اسلام اور مسلمانوں کے لیے موجبِ عار و ننگ ہے۔ کس قدر غضب اور ظلم کی بات ہے کہ جوان لڑکیوں کو اس لیے روکتے ہیں کہ جب تک ان کے اوپر

ایک معتد بہ رقم نہ لے لیں، نکاح نہ کریں۔ مظلوم لڑکیوں کا بہترین زمانہ بسا اوقات ان کے اولیاء کے حرص وطمع وسنگ دلی کی بھینٹ چڑھ جاتا ہے اور بے زبان وبے بس پڑی رہتی ہیں۔ ان ظالموں کو نہ شریعت کا پاس ہوتا ہے نہ اپنی شرافت اور عزت کا۔

ایک طرف تو ان کو میراث سے محروم کرتے ہیں۔ گویا یہ ان کی اولاد ہی نہیں ہیں۔ دوسری طرف جب تک ان پر پوری رقم نہ لے لیں نکاح نہیں کرتے، گویا یہ ان کی لونڈیاں ہیں۔

اگرچہ اس حرکت کو قانونی طور پر بردہ فروشی نہ قرار دے دیا جائے، مگر اس طرح کا طرزِ عمل اخلاقاً بردہ فروشی کے دائرہ میں داخل ہو جاتا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں پر جو آزاد شخص پر قیمت وصول کریں، جو لعنت فرمائی ہے اس لعنت میں سے کچھ نہ کچھ حصہ ان لوگوں کو ضرور پہنچتا ہے جو یہ عمل کرتے ہیں۔

فقہاء کرام نے تصریح فرمائی ہے:

أخذ أهل المرأة شيئا عند التسليم فللزوج أن يسترده لأنه رشوة.

یعنی اگر عورت کے اولیاء شوہر سے کچھ مال رخصتی کے وقت لے لیں تو اس کو اس کی واپسی کا حق ہے کیونکہ یہ لیا ہوا مال رشوت ہے۔"

مسلمانوں کی دیانت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ شوہر میں صرف دیانت کا لحاظ رکھیں اور شرافت کا تقاضا یہ تھا کہ شرافت تلاش کرتے اور انسانیت کا تقاضا یہ تھا کہ وصف مروت اور اخلاق حسنہ کی جستجو ہوتی۔

مگر افسوس کہ دیانت وشرافت وانسانیت سب کو بالائے طاق رکھ کر روپیہ وصول

کرنے کا لحاظ کیا جاتا ہے اور لڑکیوں کو سامانِ تجارت بنالیا ہے۔ لڑکیوں پر روپیہ لینے کے رواج نے ایک طرف تو لڑکی والوں کی دیانت و شرافت و انسانیت کو تباہ کیا، دوسری طرف لڑکوں میں ایک زبردست رکاوٹ پیدا کردی۔ وہ بے چارے جب تک کافی رقم جمع نہ کرلیں اس وقت تک بیوی نہیں مل سکتی۔ خیال کیجیے کہ اس رسمِ بد کے نتائج کس قدر خطرناک ہیں۔ اس لیے زعماءِ قوم کا اولین فرض ہے کہ اس رسمِ بد کے استیصال (ختم کرنے) میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کریں اور اسلامی سادگی اور شرعی طریقۂ ازدواج کو اپنا دستور العمل بنا کر دین و دنیا کی سرخ روئی حاصل کریں۔ (الجمعیۃ ۳دسمبر ۱۹۲۷ء)

حواشی

حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ بہت بڑے متبحر عالم دین تھے۔ آپ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے شاگرد تھے۔ آپ حدیث اور فقہ دونوں اعتبار سے نہایت بلند مرتبہ پر فائز تھے۔ چنانچہ ”بیہقیِ وقت“ کہلاتے تھے۔ آپ جمعیت علماءِ ہند کے اکابرین میں سے تھے اور جمعیت علماءِ ہند کی مجلس عاملہ کے تاحیات رکن تھے۔

آپ راقم کے دادا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ کے جمعیت علماء ہند میں قریبی ساتھیوں میں سے تھے۔ رد قادیانیت کے سلسلے میں مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ اور مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ اکٹھے شریک عمل تھے۔ مفتی محمد نعیم لدھیانوی کے مدرسہ اللہ والا لدھیانہ کے سالانہ اجتماعات میں مولانا انور شاہ صاحبؒ شرکت فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے صاحب زادے مولانا سید محمد ازہر شاہ قیصرؒ نے مفتی محمد نعیم صاحبؒ کے بڑے صاحب زادے مفتی ضیاءالحسن صاحبؒ کی وفات پر درج ذیل تاثرات لکھے

ہیں:

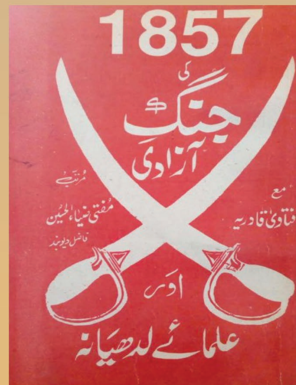
"علماءِ لدھیانہ جنگِ آزادی کے مسلمانوں کی قومی اور سیاسی تحریکات کے علم بردار تھے ۔ میرے والد محترم حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے علماءِ لدھیانہ سے نہایت قریبی اور مخلصانہ تعلقات تھے ۔ والد ماجد اور احقر بار بار لدھیانہ جاتے اور ان سب بزرگوں اور عزیزوں کی محبت اور یگانگت سے محظوظ اور مستفید ہوتے ۔ تقسیم کے وقت اس مجاہد خاندان کی پوری زندگی انقلاب کی نذر ہوئی ۔ اب اپنے برادرِ مخلص اور رفیقِ قدیم کی وفات کی خبر سن کر دل مایوسیوں کے سمندر میں ڈوب گیا ۔

مصائب اور بھی تھے پر دل کا جانا
عجب اک سانحہ سا ہو گیا ہے

حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری کے دسمبر ۱۹۲۷ء کو جمعیت علماءِ ہند کے خطبہ صدارت میں سے یہ اہم اقتباس (شادی اور غمی کی قبیح رسمیں) فی زمانہ دوبارہ شائع ہونا انتہائی اہم ہے ۔ علامہ انور شاہؒ کے ساتھ علماءِ لدھیانہ کے قلبی تعلق اور ولی محبت کی یادیں بھی تازہ ہو گئی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ علماءِ لدھیانہ اور علامہ انور شاہ صاحب کشمیری کو آخرت کی نعمتوں سے نوازے اور ہماری بھی بخشش فرمادیں ۔ آمین

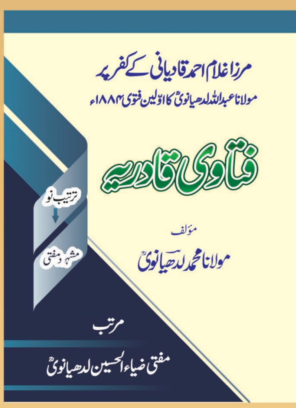
مشہود مفتی
ابن نعیم بن مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ
(نائب صدر جمعیت علماء ہند)

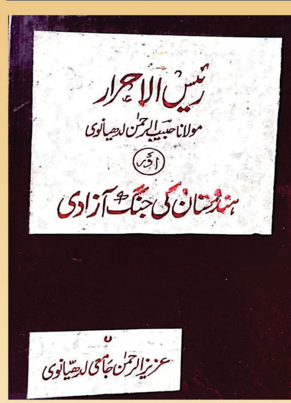
علماء لدھیانہ کی مزید کتب

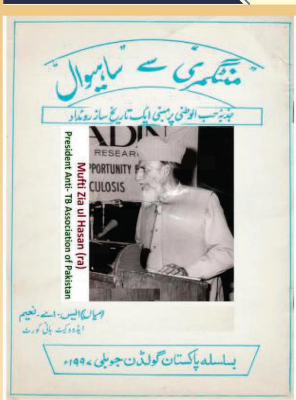












تمام کتب اس لنک پر دستیاب ہیں
https://archive.org/details/ulemaeludhiana